خلیفۂ اعلیٰ حضرت، عالمِ ربانی سید احمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے 100 سالہ عرس مبارک پر خصوصی تحریر

فیضانِ عالمِ ربّانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش

المدینۃ العلمیۃ
Islamic Research Center
شعبہ فیضانِ اولیاء

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے

ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(المستطرف، ج1، ص40 دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ	:	فیضانِ عالم ربانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ
تصنیف	:	رکن شوریٰ مولانا حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی
معاونت	:	مولانا فرمان علی عطاری مدنی
صفحات	:	65
پیش کش	:	شعبہ: فیضانِ اولیاء المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
اشاعت	:	اکتوبر 2025ء (ویب ایڈیشن)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

فیضانِ عالم ربانی کچھو چھوی رحمۃُ اللہِ علیہ

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم: ”اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا میں بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔“[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

شرابی کی توبہ

اللہ پاک کے ایک ولی رحمۃُ اللہِ علیہ حضرت مولانا ابو الحسن ماچھی پوری کے یہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ وہیں قیام فرمایا۔ ان کے دروازے پر ملاقات کے لیے لوگوں کا ہجوم لگ گیا، جو بھی آتا، ان بزرگ سے بیعت ہو کر واپس چلا جاتا۔ (ایک شخص کا کہنا ہے کہ) میں بھی لوگوں میں شامل ہو کر ان بزرگ سے بیعت ہو گیا۔ مجھے ناریل کی شراب (تاڑی) پینے کی پرانی عادت تھی۔ بیعت کے وقت جب ان بزرگ نے مجھے شراب چھوڑنے کا کہا تو میں نے عرض کیا: حضور! تاڑی کی اجازت مرحمت فرمادیں، کیونکہ میں اسے چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتا، معذور ہوں۔ بزرگ نے نرمی سے فرمایا: اچھا! میرے سامنے مت پینا۔ یہ سن کر میں خوش ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد سے جب بھی میں تاڑی پینے کا ارادہ کرتا اور گلاس

[1] فردوس الاخبار، 2/471، حدیث: 8210

www.dawateislami.net

ہاتھ میں لیتا، اچانک میرے سامنے ان بزرگ کی نورانی صورت آجاتی۔ ایک دن اسی کیفیت میں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بزرگ فرمارہے ہوں: ”کیا باز آگئے ہو؟“ یہ جملہ میرے دل پر ایسا اثر انداز ہوا کہ تاڑی کا خیال ہمیشہ کے لیے میرے دل سے مٹ گیا۔ پھر اس کے بعد پوری زندگی میں نے کبھی تاڑی کو ہاتھ تک لگایا نہ اس کا کوئی احساس یا خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اگر انسان سچے دل سے اللہ پاک کے کسی ولی کے ہاتھ پر بیعت کرلے اور گناہوں سے توبہ کا پختہ ارادہ کرلے، تو اللہ پاک اس کی مدد فرماتا ہے اور اس کے دل سے گناہ کی محبت نکال دیتا ہے۔ شیخِ کامل کی صحبت اور ان کی توجہ انسان کی باطنی اصلاح میں بہت مؤثر ہوتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے اس واقعے میں جس شخص کو شراب کی پرانی بری عادت سے چھٹکارا دلانے اور اسے راہِ راست پر لانے والی نیک ہستی کون تھی؟ وہ بزرگ رحمۃُ اللہِ علیہ خلیفہ و تلمیذِ اعلیٰ حضرت، عالمِ ربانی علامہ سید ابو المحمود احمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ تھے۔

عالمِ ربانی سید احمد اشرف جیلانی

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ ایک جید عالمِ دین، ماہرِ معقول و منقول، مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے استاذ، سحر بیان خطیب، مادرزاد ولی، صاحبِ کرامات، ہزاروں مریدوں کے شیخِ طریقت اور آستانۂ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ شریف (2) ضلع امبیڈکر نگر، اتر پردیش، ہند

❶ سیرت اشرفی، ص129

❷ کچھوچھہ شریف تحصیل اکبرپور ضلع امبیڈکر نگر، اتر پردیش، ہند ایک قصبہ ہے جو پہلے ضلع فیض آباد

www.dawateislami.net

کے جانشین تھے۔ آپ خوفِ خدا اور عشقِ مصطفےٰ کے پیکر اور اخلاقِ حسنہ سے متصف تھے۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ ساری زندگی بے لوث اشاعتِ دینِ متین کے لیے کمربستہ رہے۔ آپ کا وصال 15 ربیع الآخر 1347ھ کو ہوا۔ اس سال ربیع الآخر 1447ھ کو آپ کے وصال کو ایک صدی مکمل ہو رہی ہے۔ آیئے! آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرت کے چند گوشے ملاحظہ کیجئے:

نام اور القابات

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کا نام احمد اشرف، کنیت ابو المحمود اور القابات عالمِ ربانی، سلطان الواعظین، سلطان الکلام، عارفِ حقانی، واعظِ لاثانی، منبعِ اسرارِ نور الہدیٰ، شیخِ طریقت اور مناظرِ اسلام ہیں۔

ولادت سے پہلے ولایت کی بشارت

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کا شمار اُن برگزیدہ اولیائے کرام میں ہوتا ہے، جن کی ولایت کی خوشبو اُن کی ولادت سے پہلے ہی فضا میں مہکنے لگتی ہے اور اللہ پاک اپنے ان محبوب بندوں کی شان و عظمت کو دنیا پر ظاہر فرما دیتا ہے، تاکہ لوگ اُن کی قدر و منزلت کو پہلے ہی جان لیں۔ سید احمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادتِ مبارکہ سے قبل بھی آپ کی آمد کی بشارتیں دی گئیں اور آپ کی ولادت کو ایک روحانی نعمت قرار دیا تھا، چنانچہ

ولادت سے قبل ہی آپ کے والدِ گرامی کو غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی نے ایک باکمال فرزند کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ حیات مخدوم الاولیا میں ہے: آپ کے والدِ گرامی

میں واقع تھا۔اس کا قریبی ریلوے اسٹیشن اکبرپور ہے جو اس سے 23 کلومیٹر ہے۔اس کی آبادی تقریباً 14 ہزار ہے جس میں مسلمان 39 فیصد ہیں۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اپنے سسرال کے ہاں چھت پر اس سائبان میں آرام فرماتھے جس میں تبرکات رکھے گئے تھے، انہوں نے آدھی رات کے بعد خواب دیکھا کہ ایک بزرگ اس مقدس مقام سے اتر کر ان کے پلنگ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں خوشخبری سنانے آیا ہوں، آج شبِ جمعہ ہے، تم اپنے گھر میں باوضو داخل ہوئے تھے، آج تمہاری اہلیہ کو استقرارِ حمل ہو گیا ہے، مبارک ہو، اللہ پاک تمہیں نیک بیٹا عطا فرمائے گا۔(1)

مولانا محمد ہاشم اشرفی ماچھی پورنے بتایا کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: مولانا احمد اشرف مادر زاد ولی ہیں، جن کمالات سے یہ متصف ہیں سب وہبی ہیں، جس رات آپ شکمِ مادر میں آئے اسی شب اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃُ اللہِ علیہ کو سیدنا غوث الاعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کی جانب سے صاحبِ کمال فرزند کی ولادت کی بشارت ملی۔(2) آپ کے تایازاد بھائی مولانا جعفر اشرف(3) آپ کو بچپن میں ہی ولی میاں کہا کرتے تھے۔(4)

❶ حیات مخدوم الاولیا، ص379

❷ سیرت اشرفی، ص122

❸ مولانا شاہ جعفر اشرف بن اشرف الاولیاء سید اشرف حسین اشرفی کی پیدائش 1283ھ کو ہوئی۔ انہوں نے حضرت استاذ زمن علامہ حافظ احمد حسن کانپوری سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ والدِ گرامی سے بیعت کرنے کا شرف پایا۔ چچا جان مخدوم الاولیا حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں سے خلافت حاصل ہوئی۔ یہ نہایت صالح، متدین ومتقی اور صاحب عبادت وریاضت تھے۔ 25سال کی عمر میں مخدوم الاولیاء کے ہمراہ بغرض رشد وہدایت بلند شہر تشریف لے گئے کہ طاعون سے 9 محرم 1308ء کو وہیں وفات پا گئے۔ زوجہ امید سے تھیں وفات کے کچھ ماہ بعد بیٹے محی الملت مولانا سید شاہ محی الدین اشرف المعروف اچھے میاں کی ولادت ہوئی۔ (حیات مخدوم الاولیاء، ص39، 40)

❹ حیات مخدوم الاولیاء، ص379

پیدائش

عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادتِ باسعادت بروز جمعہ 4 شوال 1286ھ مطابق 7 جنوری 1870ء کو بوقت صبح آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔

مادۂ تاریخ ولادت "مولانا ابو المحمود سید وشاہ احمد اشرف" ہے۔(1)

آباواَجداد

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: سید ابو المحمود احمد اشرف بن شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی میاں بن سید سعادت علی بن سید قلندر بخش بن سید تراب علی بن سید محمد نواز بن سید محمد غوث بن سید جمال الدین بن سید عزیز الرحمن بن سید محمد عثمان بن سید ابو الفتح بن سید محمد بن سید محمد اشرف بن سید حسن بن مخدوم الآفاق حضرت سید عبد الرزاق نور العین بن سید عبد الغفور حسن جیلانی حموی بن سید ابو العباس احمد جیلانی حموی بن سید بدر الدین حسن جیلانی حموی بن سید علاؤ الدین علی جیلانی حموی بن سید شمس الدین محمد جیلانی حموی بن سید سیف الدین یحییٰ جیلانی حموی بن سید ظہیر الدین احمد جیلانی بغدادی بن سید ابو نصر محمد جیلانی بن سید عماد الدین صالح نصر بن تاج الدین عبد الرزاق جیلانی بن غوث الاعظم سید شیخ عبد القادر جیلانی بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابو عبد اللہ جیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ بن سید عبد اللہ بن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ کامل بن سید حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ بن حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم۔(2)

---

(1) تذکرہ علمائے اہل سنت، ص30

(2) صحائف اشرفی، 2/62، 63...ماہنامہ غوث العالم، سرکار کلاں نمبر، ص187 تا 189

www.dawateislami.net

والدِ گرامی کا تعارف

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کے والدِ گرامی شیخ المشائخ، شبیہِ غوث الاعظم پیر سید علی حسین اشرفی تھے۔ آپ 22ربیع الآخر1266ھ مطابق 7مارچ1850ء کو کچھوچھہ مقدسہ میں بروز پیر صبح صادق کے وقت حضرت حاجی سید سعادت علی کچھوچھوی کے گھر پیدا ہوئے، چودھویں صدی ہجری کے شیخ طریقت، خانقاہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ آپ علم و عمل کے پیکر، بہترین واعظ، حسن ظاہری وباطنی کے جامع، باکرامت ولی کامل اور مجدد سلسلہ اشرفیہ تھے، اپنے بڑے بھائی اشرف الاولیاء پیر سید اشرف حسین اشرفی سے بیعت ہوئے اور مجاہدات کے بعد سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ اور سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ سمیت کئی سلاسل کی اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کے مریدوں کی تعداد تقریباً 23لاکھ اور خلفا کی تعداد 1350بتائی جاتی ہے۔(1)

علمائے اہلِ سنت کی ایک تعداد آپ سے مستفیض ہوئی۔ خدماتِ دین وملت میں مصروف رہنے والی اس مرجع علماو مشائخ ہستی نے 11رجب1355ھ مطابق 27 ستمبر 1936ء کی رات ایک بج کر بیس منٹ پر بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ کر وصال فرمایا۔ نماز جنازہ آپ کے پوتے اور جانشین، مخدوم المشائخ مولانا مختار اشرف کچھوچھوی نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ کی تدفین اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں اپنے صاحبزادے سلطان الواعظین، عالم ربانی حضرت علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ

(1) فیضان حضور اشرفی، ص32

www.dawateislami.net

علیہ کی مرقد کے بائیں جانب کی گئی۔ اس مقام پر چار مزارات ہیں:

- پہلا مزار آپ کے بڑے بھائی اور مرشد اشرف الاولیاء سید شاہ اشرف حسین کا ہے۔
- دوسرا آپ کے بڑے بیٹے حضرت مولانا سید احمد اشرف کا ہے۔
- تیسرا مزار آپ کا ہے۔
- اور چوتھا مزار چھوٹے بیٹے حضرت مولانا سید مصطفیٰ اشرف کا ہے۔

مولانا سید احمد اشرف کے تایا و سسر اور والد صاحب کے پیر و مرشد **اشرف الاولیاء پیر سید اشرف حسین اشرفی** تھے جن کی پیدائش 14 جمادی الاخریٰ 1260ھ میں کچھوچھہ شریف میں ہوئی اور یہیں 25 محرم 1348ھ کو وصال فرمایا۔

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے علومِ تصوف اور تحصیلِ سلوک اپنے یگانہ روزگار نانا جان تاج الاولیاء حضرت مخدوم سید شاہ نیاز اشرف کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے فیضِ توجہ سے مکمل کیا، انہی کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت پائی۔

قدوۃ العرفاء حضرت مخدوم سید شاہ منصب علی کچھوچھوی نے آپ کو 19 محرم 1285ھ کو سرکارِ کلاں کی جانشینی عطا فرمائی، والد محترم حضرت حاجی شاہ سعادت علی کچھوچھوی نے 1293ھ کو مدینہ منورہ میں خلافت دی۔

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ خاندانِ اشرفیہ کے اہم فرد، عالمِ دین، اچھے شاعر، شیخِ طریقت، کثیر السیاحت اور خانقاہِ حسنیہ سرکارِ کلاں کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کا لکھا ہوا روزنامچہ ضخیم 13 جلدوں پر مشتمل ہے۔(1)

(1) حیات مخدوم الاولیاء، ص 51 تا 72

والدۂ محترمہ کا تعارف

حضرت مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی والدۂ محترمہ بنت سید حمایت اشرف تھیں جو نیک، عبادت گزار اور پارسا خاتون تھیں۔ ان کے والد اور آپ کے نانا جان حضرت سید حمایت اشرف بسکھاروی سرکار خورد حسنیہ کے ممتاز و معظم بزرگ تھے، یہ سجادہ نشین سرکار خورد پیر سید تقی الدین اشرف کے بڑے بیٹے تھے، انہوں نے مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی کے نانا حضرت مخدوم شاہ نیاز اشرف[1] سے بیعت کی تھی، مرشد کی آپ پر خاص کرم نوازی تھی، انہوں نے مرشد کی خدمت گزاری کی وجہ سے مریدوں میں خاص مقام حاصل کیا تھا۔ ان کا وصال 16 ربیع الاول 1307ھ کو بروز پیر ہوا۔[2]

تعلیم و تربیت

جب حضرت مولانا سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو

---

1 تاج الاولیاء حضرت مخدوم سید شاہ نیاز اشرف کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے والد محترم حضرت شاہ راجو کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ تھے اور انہیں سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کی خلافت حضرت مخدوم سید توکل علی رحمۃُ اللہِ علیہ نے عطا فرمائی اور سرکارِ خورد کا سجادہ نشین بھی مقرر فرمایا، تاج الاولیاء کا انتقال 2 ربیع الآخر 1278ھ کو ہوا، تدفین حسبِ وصیت حضرت شاہ راجو قدس سرہ کے قدموں میں کی گئی، تاج الاولیاء نے اپنے نواسے اشرف الاولیاء حضرت مخدوم سید اشرف حسین کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کو خلافت سے نوازا تھا اور ان پر بہت مہربان تھے، آپ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی، اس لیے آپ کا استعمالی مکان آپ کے نواسوں اشرف الاولیاء اور مخدوم الاولیاء شاہ سید علی حسین اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہما کے حصے میں آیا، اس مکان کی تعمیر جدید ہوئی مگر برکت کے لیے اس کی چوکھٹ کو قائم رکھا گیا۔

(حیات مخدوم الاولیاء، ص23، 43، 48، 50)

2 حیات مخدوم الاولیاء، ص379

www.dawateislami.net

خاندانی روایت کے مطابق بسم اللہ خوانی کا اہتمام شان و شوکت سے کیا گیا۔ آپ کو یہ سعادت غوثِ زمانہ حضرت علامہ آل احمد پھلواروی محدث بہاری جعفری زینبی رحمۃُ اللہِ علیہ (مدفون جنت البقیع) سے حاصل ہوئی جو مدینہ منورہ سے تازہ تازہ اشارہ روحانی پر آپ کے ہاں آکر مقیم تھے۔

اس کی تفصیل اعلیٰ حضرت اشرفی میاں یوں بیان فرماتے ہیں: مولانا آل احمد رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک اربعین (40دن) فقیر کے حجرہ میں قیام فرمایا۔ اسی مدت میں آپ غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہو کر رخصت ہوگئے۔ سات برس تک آپ اس مرتبہ غوثیت پر رہے اور زمانہ انتقال کے قریب مدینہ منورہ پہنچ کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ فقیر کو دعائے الف کی اجازتِ قراءت عطا فرمائی اور مولانا آلِ احمد نے ہی مولانا لطف اللہ علیگڑھی کو سندِ حدیث عطا فرمائی اور میرے فرزند دُرّ نجف حاجی سید ابو المحمود احمد اشرف کو بتقریب مکتب کشائی 4 سال 4 ماہ 4 دن میں بسم اللہ پڑھائی۔[1]

جب آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے عَمَّ (30واں) پارہ شروع فرمایا تو خواب میں محبوب العالم مخدوم

---

1. سیرت اشرفی، ص122... حیات مخدوم الاولیاء، ص380

علامہ آل احمد پھلواروی محدث بہاری جعفری زینبی پھلواری شریف، بہار کے رہنے والے اور شاہ نعمت اللہ ولی پھلواری کی اولاد سے تھے، علمائے وطن سے درسی کتب پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور سلسلہ تدریس شروع کیا۔ مدینہ شریف کی یاد آئی تو وہاں پہنچ گئے اور 40 برس مدینہ منورہ میں تدریس کی، درجہ ولایت پر متمکن ہوئے، 1290ھ میں اشرف الاولیاء سید اشرف حسین اشرفی کے ساتھ کچھوچھہ آئے، 40 دن کا چلہ کیا اور مقام غوثیت پر فائز ہوئے۔ مدینہ شریف میں وصال فرمایا اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ (صحائف اشرفی، 2/150 تا 153)

اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی زیارت ہوئی، انہوں نے آپ کو سورۂ فاتحہ شروع کروائی۔ ناظرہ قرآنِ پاک کی تکمیل کے بعد آپ نے فارسی و عربی درسی کتب پڑھنا شروع کیں۔ والدِ گرامی آپ کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ[1] کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا: **غوث الثقلین کے اس پوتے کو آپ پڑھا دیں۔** آپ نے وہاں شعبان 1301ھ مطابق جون 1884ء تک تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ تایا جان کے روزنامچہ میں ہے:

15 شعبان 1301ھ، آج سید احمد اشرف بریلی سے آئے۔[2]

مولانا سید احمد اشرفی جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ بچپن سے ہی ذہین و فطین تھے، اشارۃً کوئی بات کی جاتی تو سمجھ جایا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے والد گرامی محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مزار پاک سے مستفیض ہونے والے مجذوب بزرگ، قطب دہلی مولانا سید شاہ امیر دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ایک دن میرے صاحبزادہ

---

❶ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 10 شوال 1272ھ مطابق 6 جون 1856ء کو بروز ہفتہ محلہ جسولی بریلی شریف، اترپردیش ہند کے قندھاری النسل بڑھیچ پٹھان خاندان میں ہوئی۔ آپ حافظِ قرآن، پچاس سے زیادہ جدید و قدیم علوم کے ماہر، فقیہ اسلام، مُحدّثِ وقت، مصلحِ امت، خوف خدا و عشق مصطفےٰ کے پیکر، شریعت و سنت کے پابند، نعت گو شاعر، سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت، تقریباً ایک ہزار کتب کے مصنف، مرجع علمائے عرب و عجم، استاذ الفقہاء والمحدثین، شیخ الاسلام والمسلمین، مجتہد فی المسائل اور چودھویں صدی کی مؤثر ترین شخصیت تھے۔ علوم و فنون اور عرفان و معرفت کا یہ عظیم آفتاب 25 صفر المظفر 1340ھ مطابق 28 اکتوبر 1921ء بروز جمعہ دو بج کر 38 منٹ پر عین اذان جمعہ کے وقت تقریباً 68 سال کی عمر میں ذکر الٰہی کرتے ہوئے غروب ہو گیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص11 تا 22)

❷ حیات مخدوم الاولیاء، ص380، 381

www.dawateislami.net

مولوی سید احمد اشرف مرحوم سے، اس وقت بارہ برس کے بچے تھے، بازار میں ملاقات ہوگئی۔ شاہ صاحب پھول والے کی دوکان پر بیٹھے تھے، پوچھنے لگے: تم کمل پوش کے لڑکے ہو۔ جب میں ان کی ملاقات کے لیے گیا تھا تو شامی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اس لیے مجھے خطاب کمل پوش کا دیا۔ میرا صاحبزادہ اگرچہ بچہ تھا مگر ان کے اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ میں انہی کمل پوش کا لڑکا ہوں۔ (شاہ صاحب) بیرون شہر (دہلی) جنگل میں جہاں آپ رہتے تھے، وہیں انتقال فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔[1]

اس زمانے میں گورکھپور، یوپی ہند میں بزرگ عالم دین، مرجع الکل، استاذ العلماء علامہ ابو الخیر معین الدین[2] علوم وفنون کی تعلیم میں مشہور تھے، آپ کے تایا اشرف العلماء سید اشرف حسین اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہ آپ کو اور اپنے بیٹے مولانا سید جعفر اشرف کو لے کر گورکھپور ان کے پاس چھوڑ آئے، ان دونوں نے ان سے استفادہ کیا مگر ان کی زندگی کا آخری حصہ تھا، یہ بیمار تھے، اس لیے ان سے کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی، تایا جان نے ان کے مشورے سے دونوں کو 1302ھ میں دار العلوم کانپور (بکر منڈی، متصل جامع مسجد رنگیان نئی سڑک) میں داخل کروا دیا جہاں عارف باللہ، استاذِ زمن علامہ حافظ احمد حسن کانپوری

---

1. صحائف اشرفی، 2/165، 166
2. استاذ العلماء علامہ سید ابو الخیر معین الدین بن سید خیرات علی مشہدی کڑوی (رئیس اعظم نارہ، کڑا مانک پور، الہ آباد، یوپی) عالم اجل، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ بالخصوص علم ریاضی میں مہارت تامہ رکھتے تھے، زندگی بھر درس وتدریس میں مصروف رہے۔ اسی مصروفیت میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ حج کے لیے گئے تو علمائے حرمین سے اجازت حاصل کی۔ یہ 11 کتب کے مصنف بھی تھے 3 ربیع الاول 1304ھ کو وصال فرمایا۔ (تذکرہ علمائے ہند، ص501)

www.dawateislami.net

المعروف ملاستون متون[1] تدریس فرمایا کرتے تھے۔

دونوں کے تمام تر اخراجات تایا جان ہی اٹھایا کرتے تھے، جیسا کہ تایا جان کے روزنامچہ میں انہیں منی آرڈر بھیجنے کی تفصیل درج ہے۔ آپ کے تایا جان ان کی خبر گیری، اساتذہ سے ملاقات کے لیے برابر آیا کرتے تھے۔[2]

یہ وہی زمانہ ہے جس میں علامہ احمد حسن کانپوری نے اپنی مایہ ناز کتاب تنزیہ الرحمن تحریر فرما کر اللہ پاک کے بارے میں امکانِ کذب کے عقیدے کا رد فرمایا تھا۔ پانچ سال کے بعد 1307ھ میں جب استاذِ زمن حج کے لیے روانہ ہوئے تو انہوں نے آپ کو استاذ الکل مفتی لطف اللہ علیگڑھی[3] کی خدمت میں علی گڑھ جانے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی

---

1. استاذ العلماء، امامِ معقولات و منقولات حضرت مولانا شاہ احمد حسن محدث کانپوری چشتی رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 1296ھ میں پٹیالہ (مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور وصال 3 صفر 1322ھ کو کانپور (یوپی) ہند میں فرمایا، آپ کا مزار پرانوار یہیں بساطیوں والے قبرستان نزد پنجابی محلہ میں ہے۔ آپ جید عالم، مدرس، مصنف، شارحِ کتب، دوستِ اعلیٰ حضرت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ تصانیف میں رسالہ تَنْزِیْہُ الرَّحْمٰن کو شہرت حاصل ہوئی۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص298 تا 301... کانپور نزدیک سے دور تک، ص25، 30)

2. حیات مخدوم الاولیاء، ص29، 381

3. استاذُ الکل حضرت مولانا مفتی محمد لُطفُ اللہ علی گڑھی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت پلکھنے (لکھنؤ، یوپی) ہند میں 1244ھ میں ہوئی اور 9 ذوالحجہ 1334ھ کو علی گڑھ میں وصال فرمایا، تدفین مزار حضرت جمالُ العارفین رحمۃُ اللہِ علیہ کے قُرب میں ہوئی، آپ جلیلُ القدر عالمِ دین، مؤثر و فعال شخصیت اور جامع علومِ عقلیہ و نقلیہ تھے، محدثِ اعظم ہند، علّامہ سیّد احمد محدثِ کچھوچھوی، علّامہ وصی احمد محدثِ سورتی اور علّامہ احمد حسن کانپوری رحمۃُ اللہِ علیہم سمیت سینکڑوں علما آپ کے شاگرد ہیں۔

(استاذ العلماء مولانا مفتی محمد لطف اللہ علیگڑھی، ص6، 32... تذکرہ محدث سورتی، ص46 تا 50)

www.dawateislami.net

کہ علامہ احمد حسن کانپوری جب حج پر جاتے تو ایک دو سال وہیں رہا کرتے تھے۔ آپ 8 ربیع الاول کو علی گڑھ تشریف لے گئے اور استاذ الکل علامہ لطف اللہ علی گڑھی آپ کو بہت اہمیت دیتے تھے، آپ کے تمام اسباق استاذ الکل خود پڑھاتے تھے، آپ کے دیگر تمام امور اپنے بیٹے [1] کے سپرد کر دیئے۔ آپ کے تایا اشرف الاولیاء آپ کی خبر گیری کے لیے 1307ھ اور 1309ھ دو مرتبہ علی گڑھ تشریف لے گئے، استاذ الکل علامہ لطف اللہ اور ان کے صاحبزادوں نے ان کا بے حد اکرام کیا، پہلی مرتبہ تو علامہ صاحب بوقت رخصت بس اڈے پر الوداع کرنے کے لیے آئے، یہی وجہ ہے کہ اشرف الاولیاء نے جب بھی آپ کا تذکرہ کیا تو آپ کے اخلاق حسنہ بیان کرتے ہوئے توصیف و تعریف کی۔ [2]

❶ حیات مخدوم لاولیاء میں مفتی لطف اللہ علیگڑھی کے بیٹے کا نام مولانا عبد القادر علیگڑھی لکھا ہے مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مولانا عبد القادر کی پیدائش 1855ء کو ہوئی، یہ علامہ لطف اللہ علی گڑھی کے بڑے صاحبزادے تھے، علوم درسیہ کی تکمیل والد گرامی اور مولانا عبد الغنی رامپوری سے کی، بیعت کا شرف علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی سے حاصل کیا۔ علامہ عبد الحی فرنگی محلی سے علمی مراسلت رہی۔ فراغت کے بعد مدرسہ فیض عام کانپور کے صدر مدرس رہے۔ فارسی اشعار بھی کہا کرتے تھے۔ صرف 28 سال کی عمر میں بیمار ہو کر 1883ء میں وفات پاگئے۔ جبکہ عالم ربانی سید احمد اشرف کی علی گڑھ جانے کی تاریخ 8 ربیع الاول 1307ھ مطابق 2 نومبر 1889ء ہے۔ اس وقت مولانا عبد القادر وفات پاچکے تھے۔ علامہ لطف اللہ نے عالم ربانی کے انتظامی امور جن کے سپرد کئے وہ ان کے منجھلے بیٹے مولانا حکیم حافظ عنایت اللہ ہوں گے، کیونکہ آپ کے علی گڑھ کے زمانے میں یہی حیات اور مدرس تھے، جب مفتی لطف اللہ ریاست حیدر آباد دکن میں بطور مفتی تشریف لے گئے تو والد صاحب کی جگہ یہی تدریس کرتے تھے، ان کا وصال 1930ء میں ہوا تھا۔

(مزید تفصیل دیکھئے: استاذ العلماء مولانا مفتی محمد لطف اللہ علیگڑھی، ص47، 48)

❷ حیات مخدوم الاولیاء، ص381

www.dawateislami.net

بچوں کی تربیت کی ذمہ داری

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ علم دین حاصل کرنا ایک عظیم نعمت اور اچھا عمل ہے، جس کے لیے قربانی، اخلاص، اور بڑوں کی رہنمائی اور توجہ نہایت ضروری ہے جبھی تو مولانا سید احمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے تایا جان نے نہ صرف انہیں مدرسے میں داخل کروایا بلکہ ان کی مکمل کفالت کے ساتھ ساتھ مسلسل خبر گیری اور ان کے اساتذہ سے رابطے میں بھی رہے، جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ایک طالب علم کی علمی اور اخلاقی تربیت کے لیے خاندان کی ذمہ داری اور محبت کتنی اہم ہوتی ہے۔ ہمیں بھی اپنی اولاد کی دینی تربیت کرتے ہوئے انہیں عِلْمِ دِین سکھانے کی کوشش کرنی چاہیے، اپنی اولاد کی سُنّتوں کے مطابق تَرْبِیَت کرنا اس لیے بھی بہت ضروری ہے تاکہ انہیں نماز روزے کا پابند بنائیں اور فرائض وواجبات، حلال وحرام اور حُقُوقُ العباد وغیرہ کے شرعی اَحْکامات سے بھی اُنہیں آگاہ کرنے کا انتظام کریں، اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اپنے بچوں کو عِلْمِ دِیْن سکھانے کیلئے درسِ نظامی (عالم کورس) کروادیا جائے تاکہ ہمارے بچے عِلْمِ دِیْن سیکھ کر دوسروں کو سکھائیں اور ہماری اُخروی نجات کا سامان بن سکے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اس مقصد کی تکمیل کیلئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ قائم ہیں، جامعۃ المدینہ میں طلبہ کو نُورِ علم سے منور کرنے کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری سے دلوں کو روشن کرنے کے لیے اخلاقی تربیت بھی کی جاتی ہے، اس سلسلے میں جامعۃ المدینہ کے طلبہ جدول کے مطابق راہِ خدا میں عاشقانِ رسول کے ساتھ قافلوں کے مُسافر بنتے ہیں بلکہ بعض خوش نصیب تو 12 ماہ کے قافلے میں سفر کی سعادت بھی پاتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اپنے بچوں کی دینی تربیت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اٰمین بجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

www.dawateislami.net

بارگاہِ مصطفٰے سے دستار بندی

عالم ربانی سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کو قیامِ علیگڑھ کے دوران شب ِیکشنبہ 27 جمادی الآخر 1310ھ، مطابق 23 دسمبر 1892ء کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آپ کے سرِ مبارک پر دستار باندھی۔ آپ نے جو خواب دیکھا، اسے تحریر کر کے بطور مکتوب اپنے گھر کچھوچھہ شریف بھیجا، جسے ان کے تایا اشرف الاولیاء نے اپنے روزنامچے کا حصہ بنالیا۔ اسے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ملاحظہ کیجئے:

میں نے خواب میں دیکھا کہ دَکّن کے کسی علاقے میں ایک رئیس کے مکان پر میرے والدِ ماجد تشریف فرماہیں اور میں بھی قاضی اشفاق علی صاحب کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔ رات کو کسی موقع پر میں اٹھا اور باہر نکلا۔ اچانک دیکھا کہ میں بیت اللہ شریف کے اندر موجود ہوں۔ جب کعبہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہو چکا تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش مدینہ منورہ بھی پہنچ جاؤں۔ ابھی یہ خیال دل ہی میں تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں موجود پایا۔ وہاں ایک مکان نظر آیا جو دو درجوں (حصوں) پر مشتمل تھا۔ پہلے درجے میں ایک عظیم ہستی سراپا نور جلوہ افروز تھی جو کہ پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تھے۔ دوسرے درجے میں چند بزرگ اور موجود تھے۔ میں ادب واحترام کے ساتھ پہلے درجے میں حاضر ہوا اور مؤدب بیٹھ گیا۔

پھر حضور اٹھ کر دوسرے درجے میں تشریف لے گئے، میں بھی ساتھ ہو لیا اور آپ کے بالکل قریب جا بیٹھا۔ وہاں (ایک بزرگ غالباً حضرت عثمان غنی رضی اللہُ عنہ تھے) ایک

www.dawateislami.net

لباس لائے اور خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ حضور ہر پارچہ لباس کو دیکھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کپڑا جو چھوٹے رومال کے برابر تھا آپ نے علیحدہ فرما دیا۔ اسی وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر حضور کا تاج مبارک، نعلین شریف یا کوئی اور چیز نصیب ہو جائے تو تبرک کے طور پر ساتھ لے جاؤں تاکہ لوگ بھی زیارت کر سکیں۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضور نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا: **کیا تم یہ رومال لوگے؟ یا صرف اتنا ہی کافی ہے؟** یہ سن کر میرا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ میں فوراً کھڑا ہو گیا اور سر جھکا دیا۔ اس وقت میرے سر پر والد ماجد کا عطا کردہ قادری عمامہ بمعہ تاج موجود تھا۔ حضور نے اپنے دستِ مبارک سے وہ دونوں رومال میرے عمامے پر لپیٹ دیے۔ اس کے بعد میں نے چاہا کہ آداب بجالاؤں، لیکن خیال آیا کہ یہ اتباعِ شریعت کے خلاف ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: **السلام علیکم**۔ پھر دوسرے اصحاب کی طرف بھی اسی طرح سلام عرض کیا۔ پھر حضور کھڑے ہو گئے اور میری طرف اشارہ فرمایا، **میرے ساتھ آؤ**۔ میں ساتھ چلنے لگا، لیکن اسی وقت خیال آیا کہ ابھی تک مصافحہ نہیں کیا۔ حضور چھوٹے دروازے کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ میں نے دوڑ کر آپ کا دستِ مبارک تھام لیا، مصافحہ کیا، ہاتھ کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ اس کے بعد حالتِ خواب ہی میں مجھے یوں لگا جیسے میں اپنے ایک دوست مولانا عبد الرحمن کو، جو اکثر اپنے خواب مجھے سنایا کرتے تھے، یہ واقعہ سنانے لگا ہوں۔ یہاں تک کہ آنکھ کھل گئی۔ جب بیدار ہوا تو فجر کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے فوراً اٹھ کر نمازِ فجر ادا کی۔ دل ایسی خوشی اور مسرت سے لبریز تھا جس کا بیان ممکن نہیں۔ یہ کیفیت آج تک میرے دل کو خوشی اور راحت عطا کرتی ہے۔

آپ نے اس خواب کو استاذ محترم مفتی لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں بیان کیا، انہوں نے فرمایا:اَب آپ کی دستار بندی ہوچکی ہے،اَب رسمی دستار بندی کی ضرورت نہیں، آپ بے نیاز کئے جاچکے۔ اس کے باوجود آپ نے مفتی صاحب سے کتب پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھاحتّٰی کہ مارچ 1895ء میں جب استاذالکل مفتی لطف اللہ علی گڑھی بطورجج ومفتی حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے۔ چنانچہ آپ نے وہاں قیام کے دوران 3 محرم 1314ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حیدرآباد دکن میں استاذی المکرم کے ساتھ محلہ افضل گنج میں مقیم تھے۔ آپ مفتی صاحب کی صحبت میں تقریباً 7 سال رہے،یوں آپ کا تعلیمی سفر 1314ھ میں تکمیل کو پہنچا۔[1] علامہ لطف اللہ علیگڑھی کے جن تلامذہ نے دائمی شہرت حاصل کی ان میں عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی کا نام بھی شامل ہے۔[2]

بیعت وخلافت

عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی نے زمانۂ طالب علمی میں ہی اپنے والد ماجد کے دستِ حق پرست پر 23 رمضان المبارک 1309ھ کو بروزجمعہ بیعت کا شرف پایا۔ چنانچہ اشرف الاولیاء اپنے روزنامچہ میں تحریر فرماتے ہیں: بعد نماز جمعہ نورِ چشم (سید احمد اشرف) نے بیعت بدست عزیزی سید علی حسین مدّ عمرہٗ حاصل کی۔[3]

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص381تا383

2 استاذ العلماء مولانا مفتی محمد لطف اللہ علیگڑھی، ص70

3 حیات مخدوم الاولیاء، ص383

آپ اگرچہ پیدائشی وہبی کمالاتِ حسنہ سے متصف تھے، اس کے باوجود خاندان اشرفیہ کے بزرگوں کے دستور کے مطابق اپنے پیرو مرشد والد گرامی کی سرپرستی میں 40 دن کا مجاہدہ کیا جسے اربعین پورا کرنا کہا جاتا ہے۔ یوں آپ نے سلوک کی منازل کو طے کیا۔ والد گرامی نے اس کے بعد آپ کو تمام خاندانی سلاسل اور دیگر میں خلافت عطا فرما کر اپنا پہلا خلیفہ بنانے کا اعزاز بخشا۔(1) جیسا کہ آپ کے والد گرامی کی ایک تحریر سے بھی یہ واضح ہو رہا ہے کہ آپ ہی اپنے والد گرامی کے سب سے پہلے خلیفہ تھے۔ چنانچہ صحائف اشرفی میں ہے: میرے فرزندِ ارجمند و مرید و خلفیہ اوّل، عالم باعمل، درویش باشغل، محسود چشمِ حاسداں، محفوظ از شر ناقصاں، حاجی بیت الشرف سید ابو المحمود احمد اشرف۔(2)

1327ھ میں والدِ گرامی نے آپ کو اپنا ولی عہد و جانشین مقرر فرمایا اورآپ نے ساری زندگی والد گرامی کی اطاعت اور رضا کو حرزِ جاں بنائے رکھا، چنانچہ آپ کے والد گرامی مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی تحریر فرماتے ہیں: اس فقیر نے پہلے اپنے فرزند مطلق و خلیفہ برحق، عالم ربانی، واعظ لاثانی مولانا ابو المحمود سید احمد اشرف کو اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی مقرر کیا تھا۔ چنانچہ 1329ھ کو جب فقیر نے تیسرا حج کیا تو طائف شریف، مدینہ منورہ، بیت المقدس اور دوسرے عتبات عالیہ، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریفین، غارِ سر من راء بغداد شریف، حامہ شریف، حمص شریف وغیرہ کی زیارت کی اور تاریخ عرس حضرت محبوب یزدانی نور بخشی سامانی

---

1 سیرت اشرفی، ص123

2 صحائف اشرفی، 1/ 41

قدس سرہ میں کچھو چھہ شریف نہیں پہنچ سکا، تو اپنے فرزندِ موصوف کو سجادہ نشین کے مراسم ادا کرنے کا اپنے بجائے حکم بھیج دیا تھا جس کو انہوں نے بجمالِ حسن وخوبی مثل میرے انجام دیا، مہمانوں کی پوری خدمت کی اور بکمال ادبِ مرشد جائے خرقہ پوشی کرنے کے اس کی زیارت کرادی، زندگی بھر میری خدمت کرتے رہے اور میری ہر بات کو مقدم رکھا۔[1]

والد گرامی مخدوم الاولیاء کو آپ پر کامل اعتماد تھا، چنانچہ انہوں نے 1925ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی تاسیس کے موقع پر ان کا ذکر جن الفاظ سے کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میری اسی (80) برس کی کمائی کا نچوڑ میرے فرزند مولانا ابو المحمود سید احمد اشرفی جیلانی اور نواسے مولانا ابو الحامد سید محمد محدث اشرفی جیلانی ہیں، جو میری ضعیفی کا سرمایہ، دنیا میں ناز اور آخرت میں فخر ہیں۔[2] اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی اپنے والد بزرگوار حضرت اشرفی میاں رحمۃُ اللہِ علیہ کے غایت درجہ فرماں بردار تھے، حضرت اشرفی میاں رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا کہ مولانا سید احمد اشرف نے بچپن سے آج تک فقیر سے کوئی چیز طلب نہیں کی اور فقیر کے ہمیشہ فرماں بردار رہے، فقیر نے دوسری شادی کی، اس کے باوجود مولانا مطیع وفرمانبردار رہے اور کبھی اپنے رویے سے فقیر کو رنج وتکلیف نہیں دی، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃُ اللہِ علیہ حضرت سے بے حد خوش تھے اور بے پناہ چاہتے تھے۔[3]

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص395

2 خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ص135

3 تجلیات خلفاء اعلیٰ حضرت، ص214، 215

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ بزرگانِ دین اپنے والدین کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوا کرتے تھے اور ان کے والدین بھی اپنی اولاد کی اطاعت گزاری سے خوش ہوتے تھے، یہ سب والد کی اچھی تربیت اور باپ ہونے کی ذمہ داری نبھانے کی وجہ سے انہیں اولاد کا یہ سکھ دیکھنا نصیب ہوتا تھا۔ اس دور میں بھی یقیناً ہر باپ کی خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ اس کی اولاد فرمانبردار، نیک، متقی اور باکردار ہو، مگر اکثر نتائج اس کے برعکس ہی نکلتے ہیں۔ کیونکہ فی زمانہ اکثر والدین خود اسلامی تربیت کے اصولوں سے ناواقف اور بے عمل ہوتے ہیں۔ آج والدین دنیوی معاملات میں تو اولاد کی ذرا سی کوتاہی پر سختی کرتے ہیں، مگر دین سے غفلت، نمازوں کے قضا کرنے، موبائل کا غلط استعمال کرنے، فلمیں، گانے، ناجائز فیشن اور ان کے دیگر گناہوں پر آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا ان کی اصلاح کرے بھی تو اسے یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے: "بچہ ہے، سمجھ جائے گا"۔ یہی لاپروائی اور حد سے زیادہ لاڈ پیار آخر کار اولاد کو بگاڑ دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ جوان ہو کر اسی باپ کو جھاڑنے یا ہاتھ اٹھانے تک کو برا نہیں سمجھتی۔ اُس وقت باپ پچھتاتا ہے، دعائیں کرتا ہے، مگر تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ لہٰذا والدین کی دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ ابتدا ہی سے شریعت و سنت کے مطابق اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں، انہیں بُرے ماحول اور غلط صحبت سے بچائیں، انہیں نیک لوگوں کی صحبت فراہم کریں، اخلاق و آداب سکھائیں اور تربیت میں حائل رکاوٹوں کو دور کریں۔ یہی ان کی کامیابی اور اولاد کے سنورنے کا حقیقی راستہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اپنی اولاد کے ساتھ نیک سُلوک کرو اور انہیں اچھے ادب سکھانے کی کوشش کرو۔"[1] اسی طرح ایک اور حدیث

---

1 ابن ماجہ، 4/189، حدیث: 3671

www.dawateislami.net

پاک میں ہے: کسی باپ نے اپنے بچے کو ایسا عطیہ نہیں دیا جو اچھے ادب سے بہتر ہو۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

اعلیٰ حضرت اور عالم ربانی

عالم ربانی سید احمد اشرف کے والد گرامی مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے آپسی تعلقات بہت گہرے تھے، دونوں نے ایک دوسرے کو بہت قریب سے دیکھا اور مراتب عالیہ سے واقف ہوئے۔ مخدوم الاولیاء اعلیٰ حضرت کے تبحرِ علمی و دینی فہم وفراست سے خوب واقف اور دینی موقف سے متفق بلکہ مؤید وحامی تھے جبکہ اعلیٰ حضرت ان کی خاندانی وجاہت، روحانی کمالات اور جمالِ ظاہری وباطنی سے متأثر ومعتقد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مخدوم الاولیاء نے اپنے صاحبزادے کو بچپن میں ہی اعلیٰ حضرت کے حوالے کیا کہ اسے پڑھائیں۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے عالم ربانی کو پڑھایا، تربیت کی اور اپنے تمام اسانید ومرویات اور سلاسل کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ یوں آپ تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی زندگی میں آپ کے ضروری اعلان کے ساتھ 50 خلفاء کے نام شائع کئے گئے اس میں چوتھے نمبر پر آپ کا نام اس طرح تحریر کیا گیا:

جناب مولانا الحاج الشاہ مولوی سید ابوالمحمود احمد اشرف صاحب، درگاہ شریف کچھوچھہ ضلع فیض آباد (وارث سجادہ) عالم، فاضل، مناظر، واعظ خوش بیان، تلمیذ اعلیٰ

---

1 ترمذی، 3/383، حدیث: 1959

2 حیات مخدوم الاولیاء، ص 380

www.dawateislami.net

حضرت حامی سنت۔[1]

اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا کا ذکر ایک نظم میں بھی کیا ہے، اس میں آپ کے بارے میں یہ شعر فرمایا: **احمد اشرف حمد و شرف لے...اس سے ذلت پاتے یہ ہیں۔**[2]

اس شعر کے تحت صاحبزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ[3] حاشیہ میں آپ کا نام اس طرح تحریر فرماتے ہیں: حضرت بابرکت، حامی سنت از اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب مولانا سید ابوالمحمود احمد اشرف اشرفی جیلانی زینت کچھوچھہ شریف، ابتداءً تلمیذِ اعلیٰ حضرت مدظلہ۔[4]

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ زندگی بھر اعلیٰ حضرت اور آپ کے بیٹوں سے رابطے میں رہے۔ آپ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں استفتاء بھی بھیجا کرتے تھے، آپ کے دو استفتاء فتاویٰ رضویہ میں موجود ہیں، پہلا استفتاء 3 محرم 1314ھ کو حیدر آباد دکن سے زمانہ طالب علمی میں بھیجا اور دوسرا استفتاء فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھوچھہ شریف سے 17 شوال

---

❶ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص9

❷ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص123

❸ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1310ھ رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی (یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ فاضل دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جملہ علوم وفنون کے ماہر، جید عالِم، مصنفِ کتب، مفتی وشاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخِ طریقت، مرجعِ علما ومشائخ اور عوامِ اہلِ سنّت تھے۔ 35 سے زائد تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور فتاویٰ مصطفویہ مشہور ہیں۔ 14 محرمُ الحرام 1402ھ میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (جہانِ مفتی اعظم، ص13 تا 64)

❹ الاستمداد علی اجیال الارتداد، ص68

www.dawateislami.net

1317ھ کو روانہ کیا۔[1] اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ عالم ربانی سید احمد اشرف کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کو بیان کرنے کے لیے دعوت دے کر بلاتے، خود محفل میں تشریف فرما ہو کر ان کا بیان سنتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ یکایک کھڑے ہو گئے اور پورا بیان کھڑے ہو کر سماعت فرمایا۔[2]

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کو اس خاندان سے جو بے پناہ محبت و عقیدت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ عالم ربانی سید احمد اشرف اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ نے اپنے بھانجے، داماد اور خلیفہ محدثِ اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی (اس وقت وہ طالب علم تھے) کے بارے میں اعلیٰ حضرت سے عرض کیا: **میں چاہتا ہوں کہ حضور (اعلیٰ حضرت) کی خدمت میں حاضر کروں، حضور جو مناسب فرمائیں ان سے کام لیں۔** اعلیٰ حضرت نے جواب دیا: **ضرور تشریف لائیں، یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں۔** مزید فرمایا: **سید محمد اشرفی میرے شہزادے ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے وہ ان کے جدِّ امجد (حضور غوث پاک) کا صدقہ ہے۔**[3]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ مولانا احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کی مکمل تقریر اسٹیج کے نیچے ہی سے کھڑے ہو کر سماعت کرتے تھے۔ آپ کے بعض مریدین نے آپ سے پوچھا کہ حضور دیگر خطباء کی خطابت آپ برسرِ اسٹیج سماعت کرتے ہیں مگر جب مولانا احمد اشرف کچھوچھوی کی خطابت ہوتی ہے تو آپ اسٹیج پر تشریف نہیں لے

---

❶ فتاویٰ رضویہ، 20/347۔ 21/484

❷ حیات مخدوم الاولیاء، ص386

❸ ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص141

www.dawateislami.net

جاتے ہیں اور نیچے سے ہی کھڑے ہو کر سماعت کرتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت نے جواب دیا کہ مولانا کی شخصیت تم لوگوں پر مخفی ہے، جو بات ان کی تقریر میں احمد رضا دیکھتا ہے دیگر مقررین کی تقریر میں نہیں دیکھتا۔ واللہ! جب یہ دورانِ خطابت حدیث شریف پڑھتے ہیں تو جس راوی کی حدیث یہ سناتے ہیں ان کو بر سرِ اسٹیج پاتا ہوں تو ان رواتِ احادیث (احادیث کے راویوں) کی تعظیم کرتے ہوئے میں کھڑے ہو کر اسٹیج کے نیچے ہی سے تقریر سماعت کرتا ہوں۔ (1)

شہزادہ حضور اشرفی میاں، زینت کچھوچھہ مقدسہ، فخر خاندانِ اشرفیہ مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب اشرفی جیلانی 1333ھ میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور آپ کے پوتے کی ولادت ہوئی ہے۔ چونکہ حضرت موصوف اعلیٰ حضرت کے تلمیذ و خلیفہ بھی تھے۔ رشتۂ طریقت کی بنا پر فرمایا آپ کے پوتے کی ولادت ہوئی ہے۔ حدیث پاک میں محمد نام کی فضیلت آئی، یوں اس کا نام محمد رکھ دیا ہے۔ حضور کوئی تاریخی نام رکھ دیں اور دعا فرما دیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا: ان کے نانا جان مختارِ کون و مکاں بھی تو ہیں، لہٰذا فقیر اس بچے کا نام محمد مختار رکھتا ہے۔ دیکھیے شاید سنِ ولادت ہو گئی۔ جب اعداد کا شمار کیا تو پورے 1333ھ ہوئے اور یہی سن ولادت تھی۔ ایک سیکنڈ کے بعد فوراً اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمایا حضرت خانوادہ مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ الربانی سے اس خاندان کو نسبت ہے اس وجہ سے آپ کا نام احمد اشرف ہے، لہٰذا فقیر **محمد مختار** میں **اشرف** کا اور اضافہ کرتا ہے، اب اس نام میں یہ خوبی بھی پیدا ہو گئی کہ محمد مختار سے سن ہجری نکلے گی اور محمد مختار اشرف سے سن عیسوی نکلے گی، خدا مبارک

---

(1) معارف شیخ اعظم، 1/ 100

www.dawateislami.net

کرے، علم نافع عمل صالح عطا فرمائے اور آپ کا سچا جانشین بنائے۔[1]

نکاح و اولاد

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کا نکاح اپنے تایاجان اشرف الاولیاء پیر سید اشرف حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ اس تقریب میں اپنے خاندان کے علاوہ بالخصوص جن اہم شخصیات کی شرکت ہوئی ان میں آپ کے استاذِ محترم استاذ الکل مفتی محمد لطف اللہ علیگڑھی اور ان کے تینوں فرزند مولانا حافظ عنایت اللہ، مولانا امانت اللہ اور مولانا سلامت اللہ تھے۔ اسی طرح آپ کے دوسرے اہم استاذ علامہ احمد حسن کانپوری کی تشریف آوری ہوئی۔ ان حضرات کو اکبر پور سے کچھوچھہ مقدسہ تک لانے کے لئے گھوڑوں اور اونٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ استاذ الکل اونٹ سے جبکہ ان کے صاحبزادے اور استاذِ زمن مولانا شاہ احمد حسن کانپوری رحمۃُ اللہِ علیہ گھوڑوں سے تشریف لائے۔ چنانچہ اشرف الاولیاء نے اپنے روزنامچہ شریف میں تحریر فرمایا: 25 شعبان شب جمعہ 1309ھ کو بعد مغرب جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب تشریف لائے یوم جمعہ کو بعد نماز جمعہ کے مولانا محمد لطف اللہ صاحب نے وعظ مناسب حال ہم لوگوں کے فرمائی، بعدہ نورِ چشم مولوی سید احمد اشرف کا نکاح ساتھ صبیحہ فقر کے بمہر فاطمی ایجاب و قبول زبانِ ہندی کرایا۔[2]

اولاد میں تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے سید محمود

---

1. معارف شیخ اعظم، 1/99، 100
2. حیات مخدوم الاولیاء، ص388

www.dawateislami.net

اشرف دو سال آٹھ ماہ کی عمر میں چیچک کے باعث انتقال کر گئے۔ انھی کی نسبت سے آپ کی کنیت **ابو المحمود** ہوئی۔ دوسرے صاحبزادے سرکارِ کلاں، مخدوم المشائخ پیر سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھو چھوی تھے، ان کا تذکرہ باقیات وصالحات میں کیا گیا ہے۔

عالم ربانی اور آل انڈیا سنی کانفرنس

عالم ربانی کا میلان تدریس اور وعظ و نصیحت (تقاریر) کی جانب تھا مگر آپ ملک وملت کی بھلائی، اسلامی اقدار کی حفاظت اور مسلمانوں کو پیش آنے والے مسائل کے حل کیلئے بھی کوشاں رہتے تھے۔ جب اکابرینِ اہلِ سنت مثلاً آپ کے والدِ گرامی مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی[1]، امیر ملت علامہ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری[2] اور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا قادری[3] جیسے اکابرین

---

1. صدرُ الافاضِل حضرت علامہ حافظ سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1300ھ مُرادآباد (ہند) میں ہوئی اور آپ نے 18 ذوالحجہ 1367ھ کو وفات پائی۔ دینی عُلوم کے ماہِر، شیخ الحدیث، مُفَسِّر قراٰن، مُناظِرِ ذیشان، مُفتیِ اسلام، درجن سے زائد کُتُب کے مصنف، قومی رَہنما و قائد، شیخِ طریقت، اسلامی شاعر، بانیِ جامعہ نعیمیہ مُرادآباد، اُستاذُ العُلَماء اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ کُتُب میں تفسیرِ خزائنُ العِرفان مشہور ہے۔ (حیات صدرالافاضل، ص9تا19)
2. امیرِ ملّت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی محدّثِ علی پوری رحمۃُ اللہِ علیہ حافِظُ القراٰن، عالِمِ باعمل، شیخُ المشائخ، مسلمانانِ برِّعظیم کے متحرک رہنما اور مرجعِ خاص وعام تھے۔ ایک زمانہ آپ سے مستفیض ہوا، پیدائش 1257ھ میں ہوئی اور 26 ذیقعدہ 1370ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک علی پور سیّداں (ضلع نارووال، پنجاب) پاکستان میں مرجعِ خلائق ہے۔

(تذکرہ اکابرِاہل سنّت، ص113 تا117)

3. حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ عالم دین، ظاہری وباطنی حسن سے مالامال اور جانشینِ اعلیٰ

www.dawateislami.net

نے مسلمانوں کو متحد کرنے، ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و فلاح کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس (الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ) بنانے کا فیصلہ کیا تو آپ اپنے والدِ گرامی کے ساتھ اس کے تاسیسی اجلاس میں شرکت کیلئے مرادآباد تشریف لے گئے، جو 20 تا 23 شعبان 1343ھ مطابق 16 تا 19 مارچ 1925ء کو منعقد ہوا تھا۔ اس کانفرنس میں سنی مبلغین ورؤسا اور کارکنان کے علاوہ تین سو کے قریب علما، واعظین، مشائخ اور مفتیانِ کرام تشریف لائے تھے، ان میں سے 30 اکابرین کے نام تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس کی رپورٹ میں ذکر کیے گئے ہیں، ان میں آپ کے والد صاحب کے بعد دوسرے نمبر پر آپ کا نام یوں تحریر ہے: ہادی ملت مولانا سید احمد اشرف جیلانی کچھوچھہ۔ اس اجلاس میں عہدہ داران کا طے ہوا، آل انڈیا سنی کانفرنس کے سرپرست آپ کے والدِ گرامی شیخ المشائخ پیر سید علی حسین اشرفی اور آپ قرار پائے، آپ کا نام یوں لکھا گیا: عارف ربانی مولانا پیر سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی۔[1]

اس اجلاس کا خطبہ صدارت آپ کے والد گرامی نے دیا اوراس میں آپ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو کانفرنس کے جملہ خدمات کے لیے پیش کر دیا۔ آپ کے خطبہ صدرات کا وہ حصہ ملاحظہ کیجئے:

پیارے سنیو! یہ کانفرنس آپ کی تنظیم و اجتماع کی بہترین صورت ہے اور عالم اسلام

حضرت تھے۔ بریلی شریف میں ربیعُ الاول 1292ھ میں پیدا ہوئے اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ میں وصال فرمایا اور مزار شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے، تصانیف میں فتاویٰ حامدیہ مشہور ہے۔ (فتاویٰ حامدیہ، ص48 تا 79)

1 خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ص79

www.dawateislami.net

میں ہماری واحد نمائندہ جماعت ہے اور اس کے اعلیٰ مقاصد میں ہماری اُن مصیبتوں کا دفعیہ بھی داخل ہے جو منحوس قرض کے نام سے ہماری مالیات کو کمزور کر رہی ہے یعنی ہماری بہبودی دارین کی یہ اپنی شان کی ایک ہی کانفرنس ہے اور تمام سنی انجمنیں اس میں منظم ہو گئی ہیں۔ اس کے ماتحت صوبہ کانفرنس، ضلع کانفرنس، تحصیل کانفرنس کا جلد سے جلد قیام سنیوں کے بازوئے عمل پر فرض ہے۔ میں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام کلکتہ میں سنا تھا اور اس کے مقاصدِ حسنہ کو معلوم کر کے ان تاریخوں کا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔ مجھے جو غم کھائے جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس مبارک بنیاد کے وقت میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے اس طرح مجھ کو گھیر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضوِ معطل ہو کر رہ گیا ہوں اور سخت شرمندہ ہوں کہ اس مقدس تحریک کو کوئی نذر پیش کر کے میں حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ہوں۔ ہاں میری اسی (80) برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں، جن کی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفت اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی، یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے، جس پر مجھ کو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہو گا، جس کو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لیے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں۔ میرا اشارہ پہلے اپنے لختِ جگر و نور العین مولانا الحاج ابو المحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابو الحامد سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے، جن دونوں کی ذات میری ضعیفی کا سرمایہ ہے۔ میں آج اِن جگر کے ٹکڑوں کو نذر پیش کرتا ہوں کہ (یہ دونوں) اعلانِ حق میں حیات کی آخری ساعت تک سنت و اہل سنت کی خدمت جو سپرد کی جائے اس میں میری تربیت و حقوق کا

حق ادا کر دیں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ ایک متوکل درویش کی ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھے رب کی سرکار میں سرخرو فرمائیں گے اور آپ یقین رکھیں کہ میری رات دن کی دعائیں آپ سے جدا نہ ہوں گی اور آپ کا درد میرے دل سے کبھی نہ جائے گا۔ اے میرے پیارے سنیو! خدا کرے کہ تم غفلت کو ہٹاؤ، ہوشیار ہو، اَغیار کو پہچانو، اپنی تنظیم کی قدر کرو، محبت اور اتفاق کا تخم جماؤ، بڑھو، پھولو پھلو اور تمہارے اقتدار کا پرچم زمین پر لہراتا ہو۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔ (1)

درس و تدریس اور دیگر مصروفیات

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کے والدِ گرامی نے 1301ھ میں کچھوچھہ مقدسہ میں مدرسہ اشرف المدارس قائم فرمایا جس میں درسِ نظامی کی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ عالم ربانی حضرت سید احمد اشرف کچھوچھوی 1313ھ میں عالم متبحر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ بن کر آستانہ حسنیہ کچھوچھہ شریف واپس آئے تو والد صاحب کے قائم کردہ مدرسہ میں تدریس اور اس کے انتظامی امور کی نگرانی کرنے لگے۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ مدرسہ چلاتے رہے اور زیادہ سے زیادہ وقت مدرسہ ہی کو دیتے بایں سبب کچھوچھہ مقدسہ سے باہر کم جانا ہوتا تھا۔ (2)

غالباً 1340ھ میں اسے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کا نام دیا گیا۔ اس ادارے کو

---

1. خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ص134، 135
2. معارف شیخ اعظم، 1/ 77

www.dawateislami.net

خاندان اشرفیہ کے ساتھ ساتھ علامہ ابو الحسنات عبد الحی فرنگی محلی[1]، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی عبد الرشید ناگپوری[2] جیسے اکابرین اہل سنت کی سرپرستی یا تدریسی خدمات میسر رہیں۔ کثیر علمائے کرام نے اس سے استفادہ کیا اور بلند علمی مراتب پائے۔ عالم ربانی کا خواب تھا کہ اسے جامعۃ الازہر، قاہرہ کی طرح عظیم ادارہ بنایا جائے۔[3]

اَب یہ جامعہ اشرفیہ درگاہ کچھوچھہ شریف کے نام سے معروف ہے۔ جمادی الاولیٰ 1340ھ میں مجلہ اشرفی کا آغاز ہوا، جس کے مدیر اعلیٰ آپ کے بھانجے، داماد اور شاگرد محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی تھے، آپ نے اس کی سرپرستی فرمائی۔ کلمات طیبات

---

❶ علامہ ابو الحسنات عبد الحی فرنگی محلی 26 ذوالقعدہ 1264ھ کو باندہ، ریاست بُندیل کھنڈ ہند میں پیدا ہوئے، ان دنوں آپ کے والد گرامی علامہ عبد الحلیم فرنگی محلی ریاستی مدرسے میں تدریس کے لیے مقیم تھے۔ آپ کا نام عبد الحی، کنیت ابو الحسنات اور القابات فقیہ و محدث، منطقی و متکلم، مؤرخ و نقاد، عالم بے عدیل، فاضل بے تمثیل، جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، عالم کبیر، فاضل تحریر، یاد گار اسلاف، آیۃ اللہ فی العالمین، قدوۃ المحققین، زبدۃ المدققین، فخر المتاخرین، وارث علوم سید المرسلین اور مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ آپ اپنے نام کے ساتھ لفظ محمد بھی لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے 1304ھ مطابق 1886ھ میں صرف 39 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔
(مجموعہ رسائل اللکنوی، ص5 تا 27...مولانا عبد الحی فرنگی محلی حیات وخدمات، متفرق صفحات)

❷ فقیہ العصر مفتی عبد الرشید ناگپوری کی پیدائش فتح پور ہسوہ، یوپی ہند میں ہوئی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ نعیمیہ میں صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی سے کیا۔ بیعت و خلافت مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی سے تھی۔ آپ جیّد عالمِ دین، مفتی اسلام، بہترین مدرّس، استاذُ العلماء، مصنف کتب، بانیِ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ہیں۔ 10 ربیع الاول 1348ھ کو وصال فرمایا۔ (حیات مخدوم الاولیاء، ص354 تا 356)

❸ حیات مخدوم الاولیاء، ص277، 278

www.dawateislami.net

کے نام سے آپ کا جو پیغام شائع ہوا اس میں آپ نے مجلہ اشرفی کی اہمیت، اس کے مقاصد مثلاً عقائد اہل سنت کی حفاظت، شریعت و طریقت کی ترویج کا ذکر کرتے ہوئے اس کی خریداری کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

میں نورِ چشم مولانا سید محمد محدث کو استقلال و ہمت کی نصیحت کرتا ہوا دعا دیتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں اور میری قبولیتِ دعا کے خاص مصداق ہوں۔ میں اپنے تمام مریدان و معتقدان، متوسلان سلسلہ عالیہ اشرفیہ کو حکم دیتا ہوں اور بہت زیادہ تاکید کرتا ہوں کہ رسالہ اشرفی کی خریداری کو اپنا فرض خیال کریں اور اس حکم کی تعمیل میں ذرہ برابر سستی نہ کریں اور عام مسلمانوں سے میری اپیل ہے کہ اس رسالہ کی خریداری سے ان مقاصد کی طرف سبقت کریں جن کو (مجلہ) اشرفی کے سوا اور جگہ نہ پائیں گے۔ یہ خاص شرف اس رسالہ کو حاصل ہے کہ لطائف اشرفی جیسی معتبر جامع بے مثل و بہتر کتاب مستطاب کا ترجمہ بالاقساط چھپتا رہے گا جس کی مشتاق ایک دنیا ہے اور عرصہ سے اس نعمت سے محروم ہے، حق سبحانہ تعالیٰ رسالہ کو روز بروز ترقی و کامیابی عطا فرمائے آمین۔ والسلام۔ (1)

وعظ و نصیحت اور مؤثر خطابت

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ وعظ و تبلیغ کے لیے مختلف شہروں کا سفر کرتے۔ آپ کی خطابت میں ایسا اثر تھا کہ آپ کو **سلطان الواعظین** کہا گیا۔ آپ کے وعظ قرآن و حدیث، ارشاداتِ صحابہ و اہلِ بیت اور اقوالِ بزرگانِ دین سے مزین ہوتے۔ انداز اتنا دلکش اور دل فریب

❶ حیات مخدوم الاولیاء، ص 281، 282

www.dawateislami.net

ہوتا کہ سامعین بے اختیار عش عش کر اٹھتے۔

عالم ربانی ایک سحر بیان خطیب تھے، اس صنف میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، اس سلسلے میں مختلف شخصیات کے تاثرات پیش کیے جاتے ہیں:

جلسہ محبوبانہ میں طالبعلم کا مؤثر وعظ

(1) زمانہ طالب علمی میں ہی آپ نے وعظ کرنا شروع کیا۔ جب آپ علی گڑھ میں پڑھ رہے تھے تو بڑے حضرت صاحب اشرف الاولیاء کے طلب کرنے پر سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃُ اللہِ علیہ کے عرس میں شرکت کے لیے دہلی حاضر ہوئے۔ سترہویں شریف کو مزار شریف کے صحن میں حضرت سید احمد علی کمبل پوش[1] کے زیر اہتمام جلسہ وعظ و محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے اس میں وعظ فرمایا، بڑے حضرت صاحب اشرف الاولیاء نے اس محفل کے بارے میں یوں تحریر فرمایا: کیا خوب جلسہ محبوبانہ تھا۔[2]

تفسیر کوثر پر علمی خطاب

(2) مولانا سید اکمل حسین اشرفی فرماتے ہیں کہ مولانا شاہ معین الدین فریدی آروی[3]

---

❶ حضرت خواجہ سید احمد علی جمال شاہ کمبل پوش نظامی خاندانِ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا کے چشم و چراغ اور سجادہ نشین تھے، آپ سالک نما مجذوب صاحبِ معارف تھے، حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ رضوی حسنی کے داماد ہیں۔ صوفی شاعر حضرت مولانا عبد الشکور نظامی کمبل پوش اکبر آبادی ثم حیدر آبادی (وفات: 14 ربیع الآخر 1395ھ مطابق 26 اپریل 1975ء، مدفون حیدر آباد، سندھ پاکستان) آپ کے ہی خلیفہ ہیں۔ (انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص547)

❷ حیات مخدوم الاولیاء، ص384

❸ قطب دین مولانا شاہ معین الدین فریدی آروی 1305ھ کو آرہ، بہار، ہند کے علمی و صوفی گھرانے

www.dawateislami.net

رحمۃُ اللہِ علیہ کی دستار بندی کے موقع پر حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ یہ تین دن کا پروگرام آرہ میں منعقد ہوا۔ آپ نے پہلے دن سورۂ کوثر کی تفسیر اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ کے عنوان پر بیان فرمایا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی عنوان رہا، مگر ہر دن کا بیان نیا اور علمی نکات سے بھرپور ہوتا۔ سامعین حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتے۔ پروگرام کے دوران عرض کیا گیا: حضور! یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا: بھیا! اگر ایک ماہ تک بھی پروگرام چلتا رہے تو فقیر کا بیان اسی عنوان پر جاری رہے گا۔[1]

دلوں کو جھنجھوڑنے والا بیان

(3) ڈاکٹر عظیم الدین فاروقی نندورہ (ضلع گوپال گنج، پرتاب گڑھ) کے بیان کا خلاصہ ہے کہ جب مولانا احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ تقریر فرماتے تو سامعین پر ایسا وجد و کیف طاری ہوتا کہ وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتے۔ بالخصوص معراجِ مصطفےٰ کا ذکر آتا تو فضا ہی بدل جاتی۔ لوگ آپ کی طرف دیکھنے کے بجائے نگاہیں آسمان کی جانب اٹھا دیتے، جیسے یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سواری اب کس سمت رواں ہے اکثر ایسا

میں پیدا ہوئے۔ دیگر علما کے ساتھ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا رحیم بخش آروی سے کتب درسیہ پڑھیں، مدرسہ فیض الغرباء آرہ کے جلسہ دستار فضیلت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے ہاتھ سے دستاربندی ہوئی۔ والد گرامی مولانا مصلح الدین قادری سے بیعت وخلافت تھی، یہ سحر بیان خطیب، خوش نوا شاعر، صاحب تصنیف اور علم وعرفان کے جامع تھے۔ 11 جمادی الاولیٰ 1338ھ کو وصال فرمایا۔ ہر سال ان کا عرس ہوتا ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت، ص227)

1 سیرت اشرفی، ص127

ہوتا کہ مجمع میں شورِ عشق بلند ہو جاتا، کوئی بے خودی میں چیخ مار کر گر پڑتا تو کوئی وجد میں آکر گریبان چاک کر دیتا۔[1] آپ کے بیانات کا یہ فیضان تھا کہ دل مچل جاتے، آنکھیں پرنم ہو جاتیں اور ہر شخص پر روحانی کیفیت چھا جاتی۔

(4) لسان الحسان مولانا ضیاء القادری بدایونی[2] نے 1327ھ میں تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی رحمۃُ اللہِ علیہ کے ہونے والے عرس کے دوران عالم ربانی کی تقریر کے متعلق جو تفصیلات بیان کیں اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

مولانا سید شاہ احمد اشرفی جیلانی کا ایک عظیم الشان وعظ بذریعہ اعلان منعقد ہوا، جس کی اطلاع پر شائقین جوق در جوق پہنچے۔ نمازِ عشاء اول وقت میں ادا کی گئی اور اس کے بعد مولانا کا خطاب شروع ہوا۔ آپ نے نہایت دلکش لہجے میں سورۂ والضحیٰ کی تلاوت فرمائی اور اس کے آٹھ دس مختلف پہلوؤں سے تفسیر بیان کی۔ خصوصاً جب آیتِ کریمہ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾﴾ تلاوت فرماتے تو اہلِ محفل بیتاب ہو جاتے۔

یہ الفاظ آپ کی زبان سے اس قدر شیریں محسوس ہوتے کہ دیر تک سامعین کے دل

---

❶ سیرت اشرفی، ص126

❷ لسان الحسان مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی کی پیدائش 26 رجب 1300ھ کو بدایون کے علمی گھرانے میں ہوئی۔ یتیمی میں پرورش پائی۔ علمائے بدایون سے درسی کتب پڑھیں، بیعت مولانا عبد الرسول محب احمد قادری سے کی، بچپن سے شعر و شاعری کی طرف میلان تھا۔ مگر ہمیشہ حمد و نعت لکھا کرتے تھے، ان کے سات شعری دیوان تھے، جن میں مرقع شہادت، تاج مضامین اور تجلیات نعت مطبوع ہیں۔ دیگر کتب میں اکمل التاریخ (دو جلدیں) اور تاریخ اولیائے بدایون ہیں۔ وصال 12 جمادی الاخریٰ 1390ھ کو کراچی میں فرمایا، مزار فیڈرل بی ایریا قبرستان کراچی میں ہے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص380 تا 385)

www.dawateislami.net

و دماغ میں گونجتے رہتے۔ وعظ میں نادر نکاتِ علمیہ کا انکشاف ہوتا رہا؛ کہیں علم ہیئت کے مسائل کی وضاحت کی گئی، کبھی فلسفہ قدیم و جدید کا تقابل اور کبھی علم ہندسہ کا تذکرہ۔ بیان نہایت معلوماتی، روح پرور اور عالمانہ تھا۔ بارش کے باوجود مجمع ہمہ تن گوش رہا اور آپ کے کلام سے فیض حاصل کرتا رہا۔ فرقہ باطلہ اور اہلِ سنت کے امتیاز پر آپ نے فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی کہ کسی کے عقائد پر تفصیل سے غور کرنے کی ضرورت نہیں، بس یہ دیکھ لیا جائے کہ آیا دل میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے یا نہیں۔ صحابۂ کرام، اہلِ بیت عظام اور اولیائے کرام کی محبت و عزت ایمان کا پیمانہ ہے۔ جس کے دل میں ان کے خلاف سوئے ظن ہو وہ اہلِ سنت کا مخالف ہے۔

بعد ازاں آپ نے باطل فرقوں کے عقائد کو واضح انداز میں پیش کیا اور سمجھایا کہ باطل عقائد والوں سے میل جول اور دوستی دین کے لیے نقصان دہ ہے۔ بیان کے دوران آپ خوش الحانی سے اشعار بھی پڑھتے جاتے جو اثر انگیزی کو مزید بڑھا دیتے۔ وعظ تقریباً ڈھائی گھنٹے جاری رہا اور حاضرین خوب مستفیض ہوئے۔ اس محفل میں اکابرین علما شریک تھے، جن میں **علمائے فرنگی محل، علمائے خیر آباد، فاضل بریلوی شاہ مطیع الرسول بدایونی اور مولانا سید سلیمان اشرف** جیسے جلیل القدر بزرگ شامل تھے۔[1]

(5) صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ سے کسی نے عالم ربانی سید احمد اشرف اور آپ کے بھانجے و داماد محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کے مواعظِ حسنہ کے بارے میں رائے طلب کی تو آپ نے فرمایا: حضرت محدث صاحب کی خطابت مسلم

❶ حیات مخدوم الاولیاء، ص385

www.dawateislami.net

ہے مگر یہ حضرت عالم ربانی کے دریائے فیضِ خطابت کی ایک بوند ہے۔[1] یا فرمایا: حضرت محدث اعظم ہند کی خطابت عالم ربانی کے مقابلے میں سر کے ایک بال کے برابر ہے۔[2]

ایک مرتبہ خود محدث اعظم ہند نے فرمایا: واللہ! میں حضور پیر و مرشد (سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ) کی نقل کرتا ہوں، اس پر دنیا مجھے محدث اعظم ہند کہتی ہے اگر حضور کے علوم ظاہری و باطنی سے ایک آنہ بھی پا جاتا تو نہ معلوم دنیا والے مجھے کیا کہتے۔[3]

(6) تاج العلماء مولانا مفتی عمر نعیمی اشرفی فاضل مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ۱۳۲۵ھ میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے جلسہ دستار بندی میں حضرت عالم ربانی کے مواعظِ حسنہ کے متعلق تحریر فرمایا: حضرت سراپا برکت جامع الطریقین، مجمع البحرین حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب مد ظلہ العالی کچھوچھوی کے بیان فیض نے جلسہ پر جو رنگ جمایا بیان سے باہر ہے، ایک کلمہ جو حضرت ممدوح کی زبان مبارک سے ادا ہوتا تھا دل میں اثر کرتا تھا، مجمع محو ہو رہا تھا ایک عجیب عالم تھا۔[4]

(7) محدثِ اعظم ہند سید محمد اشرفی فرماتے ہیں: میرا مرشد (عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی) اُس وقت تک تقریر شروع نہیں کرتا جب تک چشم تصور سے سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نہ کر لیتا۔[5]

---

❶ حیات مخدوم الاولیاء، ص387
❷ سیرت اشرفی، ص126
❸ سیرت اشرفی، ص127
❹ حیات مخدوم الاولیاء، ص386
❺ حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی، ص42

گمراہ شخص کا چہرہ بے نقاب

(8) محدث اعظم علامہ سید محمد اشرفی عالم ربانی کے مؤثر بیانات کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے گورکھپور میں ہونے والے جلسوں اور وہاں آنے والے ایک شخص کا تذکرہ کرتے ہیں جس کے عقائد درست نہیں تھے، مگر اس کا انداز بیان ایسا تھا کہ معلوم نہ ہوتا کہ اس کے اصل عقائد کیا ہیں ؟ اور اس کا اس علاقے میں کافی اثر و رسوخ بھی تھا وہ مختلف مقامات پر مختلف نظریات کا اظہار کرتا۔ لوگ اسے مختلف رنگ میں جانتے تھے، مگر کوئی حتمی نتیجہ سامنے نہ آسکا تھا گورکھپور کے ایک اجتماع میں وہ بھی شریک تھا۔ عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس میں ایسا خطاب کیا کہ اجتماع کے ماحول کو بدل ڈالا اور اس شخص کی اصل حقیقت سب کے سامنے آگئی۔ پھر اس شخص کا وہ اثر و وقار باقی نہ رہا اور وہاں کے مسلمانوں کو اس کی حقیقت کا بخوبی اندازہ ہو گیا کہ اس کے عقائد درست نہیں۔ بعد ازاں حضرت محدثِ اعظم کے کئی بیانات ہوئے جن سے عوام الناس خوب مستفید اور فیض یاب ہوئے۔[1]

(9) ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف جیلانی تحریر فرماتے ہیں: حضرت اقدس مولانا سید احمد اشرفی جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نہایت شیریں زبان مترنم سخن اور خوش گلو تھے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے بے مثل اور معروف قصیدۂ معراجیہ کو آپ نے بے مثل ترنم عطا فرمایا تھا۔ عاشقِ رسول آلِ رسول کی زبان اور معراجِ رسول کا بیان جب ترنم ریز ہوتے تو سامعین پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ہر ایک وجد و کیف کے عالم میں اپنے کو

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص386

www.dawateislami.net

محسوس کرتا فاضل بریلوی قدس سرہ اکثر و بیشتر آپ کی زبان سے اپنا قصیدۂ معراجیہ سنا کرتے اور محظوظ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا حضرت قصیدہ مبارکہ اپنے سحر آگیں ترنم میں سنا رہے تھے فاضل بریلوی پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور عالم بے خودی میں یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے کہ شہزادے نہ ایسا پڑھنے والا پیدا ہو گا نہ ایسا لکھنے والا پیدا ہو گا۔[1]

(10) استاذ العلماء، رئیس الصوفیاء حضرت مولانا علامہ حسنین رضا خان تحریر فرماتے ہیں: وہ اعلیٰ حضرت کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، ان جیسا شیریں بیان واعظ پھر نہ دیکھا، انہوں نے تھوڑی سی عمر میں دین کی بڑی خدمتیں انجام دیں۔ ان کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت انہیں اکثر یاد کیا کرتے تھے۔[2]

(11) مصنفِ کتب کثیرہ مولانا شاہ محمود احمد رفاقتی اشرفی تحریر فرماتے ہیں: حضرت عالم ربانی (سید احمد اشرف) قدس سرہ کی زندگانی اسوۂ حسنہ کا مظہرِ کامل، رشد و ہدایت کا روشن چراغ تھی، آپ نے ہمہ جہت دین کی خدمت فرمائی، بیعت و ارشاد کے سلسلہ کو رونق دی، تبلیغِ اسلام میں جدوجہد فرمائی، عقائدِ حقہ کی ترویج فرمائی، باطل فرقوں کے باطل عقیدوں کی نقاب کشائی کی، آپ کے نفس ذکیہ کی برکتوں سے کثرت سے لوگ داخل اسلام ہوئے، آپ مجموعہ خوبی، معنی لفظ ولایت بزرگ تھے، تقریر ایسی فرماتے کہ دل موہ لیتے۔[3]

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سید احمد اشرف جیلانی کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ کے بیانات کس قدر سحر انگیز اور دلوں کو جھنجھوڑ دینے والے ہوتے

---

1 حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی ص 45

2 سیرت اعلیٰ حضرت، ص117

3 حیات مخدوم الاولیاء، ص384

تھے، ان کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی کہ سننے والوں کی دلی کیفیات بدل جاتیں اور وہ راہِ ہدایت پر گامزن ہو جاتے۔ آپ کے بیانات میں یہ تاثیر صرف آپ کی علمی قابلیت یا فصاحتِ بیان کی وجہ سے نہ تھی، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے اخلاص، عمل، اور پاکیزہ کردار کا بھی عمل دخل تھا۔ یاد رکھئے! ایک مبلغ کے لیے صرف اس کی سحر بیانی کافی نہیں، بلکہ اس کو ذاتی طور پر اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ بھی ہونا چاہیے۔ جب مبلغ کا کردار بلند ہو گا، اس کی زندگی اُس کے قول کی تفسیر ہو گی، اور اس کی نیت رضائے الٰہی سے لبریز ہو گی، تو اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ تاثیر کا تیر بن کر لوگوں کے دلوں میں پیوست ہوتے ہیں اور ان کی اصلاح کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس کے بر عکس جو صرف زبان کا خطیب ہو اور عمل سے خالی ہو تو اس کے الفاظ بے وزن اور بے اثر ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مبلغ کے لیے خلوصِ نیت اور محض رضائے الٰہی کا جذبہ بھی نہایت ضروری ہے۔ دین کی دعوت میں اخلاص پیدا کرنا آسان کام نہیں، شیطان بڑی مکاری کے ساتھ مختلف طریقوں سے مبلغ کی نیت کو خراب کرتا ہے، اور اُسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ جب نیت میں ریاکاری، شہرت، حرص یا مخلوق کی خوشنودی شامل ہو جائے، تو وہ نیکی کی دعوت بے اثر ہو جاتی ہے اور مبلغ ثواب کے بجائے اخروی نقصان اٹھا سکتا ہے۔ حضرت فقیہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ اِرشاد فرماتے ہیں: امر بالمعروف (یعنی نیکی کی دعوت) کرنے والے کو چاہیے کہ اِس عمل سے اللہ پاک کی رِضا اور دین کی سر بلندی کا قصد کرے، اپنی کوئی ذاتی غرض پیشِ نظر نہ ہو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی مقصود ہو گی تو اس عمل میں توفیق اور نُصرتِ خداوندی حاصل ہو گی، اگر کوئی نفسانی غرض آگے رکھی تو اللہ پاک اسے رسوا (ناکام ونامراد) کر دے گا۔[1]

1 تنبیہ الغافلین، ص50

www.dawateislami.net

عالم ربانی کی زندگی کے اہم واقعات

(1) فراست و دور اندیشی

مرزاپور میں ایک دینی مدرسہ قائم تھا۔ اس مدرسے میں ایک نہایت محنتی، عبادت گزار اور بظاہر نہایت درویش صفت عالم پڑھاتے تھے۔ اہلِ گاؤں ان سے بہت خوش تھے۔ جب ان کے ہاں عالم ربانی سید احمد اشرف قادری اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہ تشریف لے گئے تو انہوں نے ان کی خدمت میں ذکر کیا کہ ہمارے مدرسے کے ایک استاد نہایت صالح اور بے لوث ہیں، دنیاوی لالچ سے دور ہیں اور معمولی سی تنخواہ پر دن رات دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس بات پر آپ نے حقیقت جاننے کے لئے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کی اصل پہچان اس کے ظاہر حال سے نہیں بلکہ باطن اور اعمال سے ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ ان کے نجی خطوط اور مراسلات دیکھے جائیں تاکہ اصل حقیقت واضح ہو۔ چنانچہ چند معتمد افراد نے تحقیق کی تو یہ بات سامنے آئی کہ متعلقہ مدرس کو بعض بیرونی مقامات سے خطوط موصول ہو رہے تھے، جن میں ان کی سرگرمیوں کے بارے میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو اہلِ سنت کے مزاج کے مطابق نہ تھیں۔ ان خطوط سے اندازہ ہوا کہ پسِ پردہ کچھ ایسے معاملات چل رہے ہیں جو اہلِ سنت کے عقائد و معمولات کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ دشمنانِ اہلِ سنت کی جانب سے اس مدرس کو باقاعدہ اچھی تنخواہ دی جاتی ہے اور اس نے مکتوبات کے ذریعے متعلقہ افراد سے تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جب یہ خطوط گاؤں کے معتبر لوگوں کے سامنے پڑھے گئے تو حقیقت سب پر عیاں ہو گئی۔ لوگوں نے مولانا احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کے موقف کی تصدیق کی اور گاؤں کو اس فتنے سے

محفوظ رکھنے کے لیے مدرس کو فارغ کر دیا۔ یوں پورا گاؤں ایک بڑے فتنہ سے بچ گیا اور اہلِ سنت کے عقائد و اعمال محفوظ رہے۔[1]

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ کسی بھی مدرسے یا جامعہ میں استاد کی تقرری کرتے وقت بہت احتیاط اور اس کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔ کیونکہ اساتذہ کسی بھی قوم کی ترقی اور بقاء میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ قوم کے باشعور، ذمہ دار اور معزز طبقے کا حصہ ہوتے ہیں جو نسلوں کی تربیت، ان کی کردار سازی، اور عقائد و نظریات کو سنوارنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں بشرط یہ کہ وہ صحیح العقیدہ ہوں۔ اگر استاد کا عقیدہ درست نہ ہو یا اس کا کردار مشکوک ہو تو وہ نہ صرف اپنے طلبہ کو گمراہ کر سکتا ہے بلکہ پورے معاشرے پر منفی اثرات ڈال سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص بظاہر جتنا بھی نیک اور صالح نظر آئے، اس کی اصل پہچان اس کے کردار اور عقائد سے ہوتی ہے، اس لیے ہمیں جلد بازی میں فیصلے کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور استاد کی جانچ پڑتال کر کے اس کی اہلیت اور عقیدہ کی تصدیق کرنی چاہیے۔ لہٰذا علماء، اساتذہ اور معاشرہ مل کر اپنے عقائد کی حفاظت کریں اور ہر اس شخص سے بچیں جو دین اور ایمان کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بنے۔ یہی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں اور نوجوانوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے بہترین انتظام کریں تاکہ وہ دین و دنیا میں سرخرو ہوں اور معاشرے سے فتنوں کا خاتمہ کر سکیں، یاد رہے کہ بد عقیدہ لوگوں سے علم حاصل کرنا بھی منع ہے جیسا کہ

---

1. تفسیر میزان الادیان، 1/ 41، 42

www.dawateislami.net

بدعقیدہ سے تعلیم کا حکم

اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت مولانا امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بد مذہبوں سے بچوں کو پڑھانا حرام، حرام اور حرام ہے اور جو ایسا کرے وہ بچوں کا بُرا چاہنے والا اور گناہوں میں مبتلا ہونے والا ہے۔[1] حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن سِیرین رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بیشک یہ علم دِین ہے پس تم دیکھو کہ اپنا دِین کس سے حاصِل کرتے ہو۔[2] حضرتِ امام محمد بن سِیرین رحمۃُ اللہِ علیہ کی خِدمت میں دو بدعقیدہ آدَمی حاضِر ہوئے اور کہنے لگے: اے ابو بکر! ہم آپ کو ایک حدیث سُناتے ہیں۔ فرمایا: میں نہیں سُنوں گا۔ دونوں نے کہا: اچّھا چلیے، قراٰنِ کریم کی ایک آیت ہی سُن لیجئے، فرمایا: نہیں سُنوں گا۔ تم دونوں میرے پاس سے چلے جاؤ وَرنہ میں اُٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ آخر وہ چلے گئے تو بعض لوگوں نے (حیرت سے) عرض کی: اے ابو بکر! آپ اگر ان سے آیتِ قرآنی سُن لیتے تو اس میں آخر کیا حَرَج تھا؟ فرمایا: مجھے یہ خوف لاحِق ہوا کہ یہ لوگ قراٰن کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے (تو ہلاک ہو جاؤں اس لیے میں نے ان سے قراٰن و حدیث سننا گوارا نہ کیا)۔[3]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!　　　　صلَّی اللہُ علٰی مُحمَّد

(2) دنیا سے بے رغبتی

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کچھوچھہ شریف میں تھے کہ ممبئی کے مریدین و معتقدین نے آپ کو محرم الحرام کے پروگرام میں مدعو کیا۔ آپ ان کی دعوت پر تشریف لے گئے، آپ کا

1 فتاویٰ رضویہ، 23/682 ملخصاً

2 مسلم، ص19

3 دارمی، 1/120

www.dawateislami.net

قیام ممبئ میں تھا۔ پروگرام کمیٹی کے صدر محمد حسین سیٹھ جو اس پروگرام کے روحِ رواں تھے، ممبئ کے دستور کے مطابق عالم ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو کے دوران انہوں نے پوچھ لیا: حضرت! آپ تقریر کا کتنا پیسہ لیں گے؟ یہ سنتے ہی آپ کو جلال آ گیا اور آپ ان سے ناراض ہوگئے اور فرمایا کہ یہ تقریر نہیں ہوگی۔ اس پر سب لوگ پریشان ہوگئے۔ ادھر محمد حسین سیٹھ کے وقار کا مسئلہ بھی تھا۔ بالآخر کچھ سمجھدار لوگ درمیان میں پڑے اور کسی طرح عالم ربانی کو منانے میں کامیاب ہوگئے۔ سیٹھ صاحب نے حضرت سے معافی مانگی۔ آپ نے معاف فرمادیا اور پھر تقریر ہوئی۔ روانگی کے وقت لوگوں نے اسٹیشن پر ہار پھول پہنائے اور لفافے پیش کیے۔ حضرت نے خود لینے کے بجائے اپنے خادم جمن کو لفافے لینے کا اشارہ فرمایا، وہ سب لفافے جمع کرتا رہا۔ جب سب لوگوں نے دے دیا تو جمن نے ان لفافوں کی ایک گٹھڑی باندھ کر اسے سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ اب ٹرین چل پڑی، راستے میں جمن حضرت کے پاؤں دباتے ہوئے دبی زبان میں کہنے لگا کہ آپ نے سب کو ناراض کردیا، اب عرس کا انتظام کیسے ہوگا؟ آپ نے ناراض ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا: چپ رہو! اللہ مسبب الاسباب ہے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا: حضور! وہ سب خطوط پڑے ہیں انہیں کب پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: لفافے کھول کر دیکھو۔ جب اس نے لفافے کھولے تو سب نوٹوں سے بھرے ہوئے نکلے۔ اس نے فوراً سارے لفافے سمیٹ کر رکھ دیے اور گھر آکر حضرت کی زوجہ محترمہ مخدومہ کے حوالے کردیے۔ حضرت نے انہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا اور مخدومہ نے بھی انہیں اسی طرح محفوظ رکھا۔ پھر حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃُ اللہِ علیہ کے عرس کے موقع پر وہی پیسہ نکالا جاتا رہا اور عرس کے

کام میں خرچ ہوتا رہا۔ اسی سے عرس کے تمام انتظامات بحسن وخوبی انجام پاتے رہے۔ سرکار کلاں حضرت سید مختار اشرف اشرفی فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کی طبیعت میں کمال استغنا پایا جاتا تھا۔ دنیا اور طلبِ دنیا سے ہمیشہ دور رہے، کبھی اس کا خیال تک آپ نے نہیں فرمایا۔ آپ کے صحبت یافتہ لوگوں کا بیان ہے کہ آپ نے ساری زندگی شانِ بے نیازی سے گزاری، دنیاداری سے بہت دور رہے، کبھی آپ نے اسباب دنیا میں دلچسپی نہیں لی۔ (1)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ جو اللہ پاک کی رضا کے لیے دینِ متین کی خدمت کرتا ہے تو اللہ پاک بھی اس کے معاملات سنوار دیتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اولیائے کرام کی سیرت پر چلتے ہوئے دینی کاموں کو اخلاص کے ساتھ انجام دیں اور ان کو دنیا کے حصول کا ذریعہ نہیں بنائیں۔ عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دنیا اور اس کے سامان کی فکر چھوڑیں اور فکرِ آخرت کرتے ہوئے نیک اعمال کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ یاد رکھئے! دنیا کے جس مال کو کمانے کے لیے ہم اپنی زندگی ختم کر بیٹھتے ہیں اس میں ہمارا صرف اتنا ہی ہے جتنا ہم خرچ کر چکے ہیں یا ابھی خرچ کر رہے ہیں، ہمارے مرنے کے بعد جو مال رہ جائے گا وہ ہمارا نہیں بلکہ ہمارے ورثا کا ہو گا۔ چنانچہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ اس کے مال کے صرف تین حصے ہیں: ایک وہ جو کھا کر ختم کر دیا دوسرا وہ جو پہن کر بوسیدہ کر دیا اور تیسرا وہ جو کسی کو (راہِ خدا میں) دیا اور جمع کر لیا۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب ختم ہو جانے والا ہے اور وہ

1 سیرت اشرفی، ص124، 125 بتقدیم وتاخیر

www.dawateislami.net

اسے دوسرے لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے۔[1]

یاد رکھئے! بسا اوقات زیادہ مال بھی بندے کیلئے آزمائش بن جاتا ہے مگر پھر بھی اس کے حصول کیلئے کتنی ہی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اس کی پروا نہیں کی جاتی اور لوگ ہر وقت دنیا کمانے کی دھن میں مگن رہتے ہیں اور دن رات اسی جذبے کے تحت نئے نئے منصوبے بناتے رہتے ہیں کہ کن طریقوں سے زیادہ مال حاصل کیا جاسکتا ہے اگرچہ اس کے حصول کیلئے حرام ذریعہ ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔ حالانکہ ہمیں تو ان کاموں کی حرص ہونی چاہیے جن سے اللہ پاک کی رضا، حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت، آخرت کو اچھا بنانے اور جنت میں جانے کی ضمانت ملتی ہو۔ اللہ پاک پارہ 4 سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 133 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَۙ (۱۳۳)

(پ4، آل عمران، 133)

ترجمۂ کنز الایمان: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

بیان کردہ آیتِ مقدسہ کے تحت تفسیرِ صراط الجنان میں ہے کہ گناہوں سے توبہ کرکے، اللہ پاک کے فرائض کو ادا کرکے، نیکیوں پر عمل پیرا ہوکر اور تمام اعمال میں اخلاص پیدا کرکے اپنے ربِ کریم کی بخشش اور جنت کی طرف جلدی کرو۔[2]

ہمیں اپنی بقیہ زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے دنیا کی رونقوں سے منہ موڑ کر اللہ پاک

1 مسلم، ص1210، حدیث:7420

2 صراط الجنان، 2/53

www.dawateislami.net

کی خوشنودی کیلئے نیک اعمال میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ علیٰ مُحمَّد

(3) عالم ربانی نے جو کہا وہ ہو گیا

مولانا آل حسن سنبھلی فرماتے ہیں کہ میں کالج میں پڑھتا تھا اور انٹر میڈیٹ کر چکا تھا، میری عمر تقریباً 16 یا 17 سال تھی۔ ایک مرتبہ مفتی محمد اجمل اجملی نے فرمایا کہ آلِ حسن! جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں دستار بندی کا جلسہ ہے اور حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ کی دعوت پر مولانا سید احمد اشرف تشریف لا رہے ہیں۔ تم بھی جلسہ میں شرکت کے لیے ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے کہنے پر ان کے ساتھ مراد آباد آیا اور جلسہ میں شریک ہوا۔ اس موقع پر مجھے حضرت مولانا سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت نے مجھے دین کا علم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ میں نے عرض کیا: حضور! طبیعت ہچکچا رہی ہے، ڈر ہے کہ کہیں میں نے پڑھائی شروع کی اور درمیان ہی میں تحصیلِ علم کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو میں ناقص و نامکمل رہ جاؤں تو پھر نہ اِدھر کا رہوں گا نہ اُدھر کا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم شروع کرو، ان شاء اللہ مکمل عالم بن جاؤ گے۔ چنانچہ میں نے علمِ دین کی تحصیل شروع کی اور اللہ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ درجۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ اسی موقع پر میں نے حضرت عالم ربانی سے بیعت بھی کر لی۔ بعد میں ان کے والد گرامی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃُ اللہِ علیہ نے مجھے خلافت سے نوازا۔(1)

---

1 سیرت اشرفی، ص128

www.dawateislami.net

(4)ہاتھی مطیع ہو گیا

ٹانڈا(Tanda)ریاست گجرات،ہند کے راجہ کے پاس ایک ہاتھی تھا جو راجہ کو بے حد پسند تھا لیکن وہ ہاتھی بار بار پاگل ہو جاتا تھا،وجہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ اس نے کئی انسانوں کو ہلاک بھی کرڈالا۔ ایک مرتبہ راجہ نے اپنے خاص آدمی کو عالم ربانی سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمادیں کہ میرا ہاتھی اچھا ہو جائے۔ آپ بنفس نفیس ٹانڈا تشریف لے گئے۔ اُس وقت ہاتھی بانس کے جُھنڈ کو اکھاڑ کر پھینک رہا تھا۔ راجہ بندوق لے کر آپ کے ساتھ تھا۔جب آپ نے ہاتھی کو دیکھا تو اُسے آواز دی۔ آپ کی آواز سنتے ہی ہاتھی سیدھا آپ کی طرف چل پڑا۔ راجہ نے خوف کے مارے بندوق اٹھالی تاکہ اگر ہاتھی نے شرارت کی تو اسے فوراً ختم کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے راجہ کو روک دیا۔ہاتھی آپ کے قریب آکر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اسے بیٹھ جانے کا اشارہ فرمایا تو وہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا: آج کے بعد شرارت نہ کرنا، کسی کو تکلیف نہ دینا۔ اس کے بعد آپ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ہاتھی جب تک زندہ رہا پھر کبھی پاگل ہوا نہ کسی کو تکلیف پہنچائی۔[1]

(5)دل میں چھپے سوالات کے جوابات دے دیئے

ایک مرتبہ آپ کی تقریر زکریا اسٹریٹ، کلکتہ پر منعقد ہوئی۔ سامعین میں ایک پیر محمد اشرفی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑے عالم دین و پیر (حضرت سید

---

1 سیرت اشرفی، ص128،129

www.dawateislami.net

احمد اشرفی جیلانی) صاحب تشریف لائے ہیں۔ پیر محمد صاحب جو کلکتہ کے پوسٹ ماسٹر تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں یہ سنتے ہی جلسہ گاہ پہنچ گیا اور یہ سوچ رکھا تھا کہ جلسہ کے اختتام پر کچھ سوالات حضرت سے کروں گا، مگر جب میں نے ان کی تقریر ملاحظہ کی تو مجھے ان تمام سوالوں کے جوابات آپ کی تقریر سے حاصل ہو گئے۔ پس میں دوسرے دن حضرت کی قیام گاہ پر پہنچ کر آپ کا مرید ہو گیا۔[1]

تصانیف و تصدیق

آپ نے اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے قصیدۂ معراجیہ کی ایک عمدہ شرح تحریر فرمائی۔ اسی طرح آپ کا ایک رسالہ **الدلائل الواضحہ فی اثبات الفاتحہ** ہے جو مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں مرتب کیا گیا۔ اسے سمنان پریس، اکبرپور نے 31 صفحات پر شائع کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کی کتاب حسام الحرمین 1324ھ کو منظر عام پر آئی جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور چار دیگر گستاخانِ رسول کی شرعی گرفت فرما کر تکفیر فرمائی، جس پر 35 علمائے حرمین کی تصدیق موجود ہیں، شیر بیشہ سنت حضرت علامہ حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے برعظیم کے اڑھائی سو سے زائد علمائے اہلسنت کی حسام الحرمین کی تصدیقات کو 1345ھ مطابق 1926ء میں **الصوارم الہندیہ** کے نام سے شائع کروایا۔ ان میں اہم تصدیق فتاویٰ آستانہ کچھوچھہ مقدس کے نام سے اس کتاب کے صفحہ 38 تا 40 میں موجود ہے، اسے امین الافتاء جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مفتی محمد افضل الدین بہاری نے تحریر فرمایا ہے، عالم ربانی اور یہاں کے دیگر پانچ علمائے کرام نے

---

1. حضرت محدث اعظم ہند کی نعتیہ شاعری حیات و خدمات، ص202

اس کی تصدیق کی ہے۔ عالم ربانی نے اس فتویٰ کی تصدیق ان الفاظ کے ساتھ کی ہے: نعم الجواب وحبذا التحقیق وبالقبول الاتباع حری وحقیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الجشتی الاشرفی الجیلانی کان لہ الفضل الربانی۔[(1)]

وصال و تدفین

عالم ربانی حضرت سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ مرضِ اسہال و طاعون میں مبتلا ہوئے اور بحالتِ نمازِ مغرب 15 ربیع الآخر 1347ھ مطابق 30 ستمبر 1928ء بروز اتوار بعمر 61 سال وصال فرما گئے۔ نمازِ جنازہ والدِ گرامی نے پڑھائی۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: **میں کئی بزرگوں کے جنازوں میں شریک ہوا ہوں، مگر اس قدر ہجوم اور اس شان کا جنازہ کبھی نہیں دیکھا۔** آپ کی تدفین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف میں سلطان الاولیاء مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار مقدس کے قریب نیر شریف کے جنوبی کنارے ہوئی۔ آپ کی تربت کے ایک طرف تایا جان پیر سید اشرف حسین اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہ اور دوسری طرف والدِ گرامی پیر سید علی حسین اشرفی کی تربت ہے۔

◈ صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد میں آپ کی وفات کی خبر اس طرح شائع کروائی: آج اسلامی ہند کا چپہ چپہ اندوہ والم کا طوفان خیز سمندر بنا ہوا ہے، جس میں رنج و غم کی امواج کا تلاطم، صبر والم و قرار کی کشتی کو سنبھلنے نہیں دیتا، دنیائے اسلام گرداب غم میں غوطے کھا رہی ہے اور ہر دل اس غم میں رنجیدہ ہے کہ حضرت قدوۃ الاسلام، شوکتِ دین، سلاسلۂ خاندانِ نبوت،

---

(1) الصوارم الہندیہ، ص 53

www.dawateislami.net

نقادہ ٔ دامان غوثیت، عالم عدیم العدیم، خطیب فقید المثیل، جامع کمالات صوری و معنوی، مجمع بحرین ظاہری و باطنی، پیشوائے ملت، ہادی امت، حامی دین، ناصر شرع متین، حضرت سراپا برکت مولانا الحاج المولوی شاہ احمد اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے 19 روز کی علالت کے بعد 14[1] ربیع الآخر 1347ھ کو بعد مغرب اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت ممدوح کے اوصاف و کمالات کا بیان ایک دفتر چاہتا ہے، دنیا ان کی خوبیوں سے واقف ہے، ہندوستان کی آنکھوں نے ایسا خوش بیان و خوش زبان نہیں دیکھا، جس کا کلمہ تسخیرِ قلب کرتا تھا، ان کے فیضانِ صحبت اور برکاتِ توجہ قلوب کو بدل دیتے تھے، ایک عالم کو خدا پرست، ذاکر و مشاغل پابندِ شرع بنا دیا، جہان ان کے ظاہری و باطنی فیض سے فیض یاب ہوئے، وہ تمام متعلقین متوسلین جس قدر صدمہ کریں وہ ایک طرف، سب سے بڑھ کر رنج تو یہ ہے کہ حضرت مرحوم کے والد ماجد، اعلیٰ حضرت، جلیل المنزلت، تاج العرفاء، سراج الاولیاء مرشدنا الحاج المولوی السید شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ برکاتھم کے قلب مبارک کو اس عمر شریف میں کیا صدمہ پہونچا ہوگا!!! اس کے تصور سے کلیجہ منہ کو آتا ہے، بجز اس کے اور کیا دم مارنے کی جگہ ہے کہ اللہ حی و قیوم ہے لہ ما اخذ ما أعطی و کل شی عندہ باجل مسمی۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو ان کے جد کریم کے جوارِ رحمت و آغوش رافت و رحمت

1 بروز اتوار 14 ربیع الآخر تھی اسی دن بعد مغرب آپ کا وصال ہوا اور مغرب کے بعد اسلامی تاریخ نئی شروع ہو جاتی ہے اس لئے درست تاریخ وصال 15 ربیع الآخر ہے۔

www.dawateislami.net

میں خلد کی نعمتوں سے مالامال فرمائے اور حضرت مرشد عالم مدظلہ العالی اور حضرت مرحوم کے جملہ متعلقین اور تمام متوسلین کو صبر جمیل عنایت فرمائے اور صاحب زادہ بلند اقبال حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب (یعنی سرکارکلاں سید مختاراشرف اشرفی) سلمہ اللہ تعالی و بقاہ ومن کل سوء و قاہ کو برکاتِ دارین، علمِ کامل، فضل شامخ اور اپنے اجداد کرام کی میراثِ تام عنایت فرمائے اور عمر طویل مرحمت کرے کہ انہی کی ذات زخم خوردہ دلوں کی تسلی وتسکین کا باعث ہے۔[1]

۞ حضرت فخر العلماء مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی اشرفی[2] نے آپ کی وفات پر کہا: مولانا کی ذات سے اسلام کو بڑی ترقی تھی، ہزاروں کو ہدایت پہنچی در حقیقت آپ اسلام کے رکن رکین تھے۔ فخر العلماء نے مادۂ تاریخ وفات "احمد اشرف چشتی" کے الفاظ سے نکالا۔[3]

---

❶ حیات مخدوم الاولیاء، ص389

❷ فخر العلماء مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی اشرفی کی پیدائش دائرہ شاہ اجمل الہ آباد میں 1292ھ کو ہوئی۔ اہم اساتذہ میں مولانا محمد حسین الہ آبادی، مولانا عبید اللہ کانپوری اور استاذ زمن علامہ احمد حسن کانپوری ہیں، بیعت والد صاحب شاہ محمد زاہد اجملی اور خلافت شاہ محمد بشیر اجملی اور شاہ عبد العلیم رشیدی سے حاصل ہوئی۔ مخدوم الاولیاء شاہ علی حسین اشرفی نے بھی خلافت سے نوازا، عالم ربانی سید احمد اشرف سے بہت دوستی تھی۔ یہ بہترین خطیب اور مناظر اہلسنت تھے، ملک بھر میں خطابات ہوتے تھے۔ عوام وخواص میں مقبول ومحبوب تھے۔ وصال 7صفر 1349ھ کو ہوا۔ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد، یوپی ہند میں تدفین ہوئی۔ مولانا سید محمد شاہد فاخری، مولانا سید محمد ناصر فاخری اور مولانا سید محمد خالد فاخری قابل فخر فرزند تھے۔ (حیات مخدوم الاولیاء، ص318تا322)

❸ حیات مخدوم الاولیاء، ص389

www.dawateislami.net

باقیات وصالحات

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے جب وصال فرمایا تو آپ کے ایک بیٹے (سرکار کلاں پیر) سید مختار اشرفی اور تین بیٹیاں بقید حیات تھیں۔

بڑی صاحبزادی کی شادی اچھے میاں حضرت سید محی الدین اشرف اشرفی جیلانی سے ہوئی۔

دوسری صاحبزادی کی شادی محدثِ اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی سے اور تیسری صاحبزادی کی شادی مولانا سید طفیل اشرف جیلانی سے ہوئی۔

ان کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا جاتا ہے:

سید محمد مختار اشرف

سرکار کلاں پیر سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں اشرفی جیلانی کی پیدائش 26 جمادی الاخریٰ 1333ھ کو ہوئی۔ انہوں نے اپنے دادا جان مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی رحمۃُ اللہِ علیہ کے قائم کردہ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں درسی کتب مفتی عبد الرشید ناگپوری اور مولانا عماد الدین سنبھلی وغیرہ سے پڑھیں، دورہ حدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ سے کر کے فارغ التحصیل ہوئے، 14 سال کی عمر میں والد گرامی عالم ربانی سید احمد اشرف کا وصال ہوا، مزید پرورش دادا جان مخدوم الاولیاء کی زیر نگرانی ہوئی، دادا جان مخدوم الاولیاء سے بیعت اور 25 جمادی الاولیٰ 1347ھ کو خلافت سے نوازے گئے۔

دادا جان کی وفات کے بعد 1355ھ کو آستانہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف کے منصب سجادگی پر فائز ہوئے، اسی سن میں فتاویٰ نویسی کا بھی آغاز کیا۔ انہوں نے چارج ادا

www.dawateislami.net

کئے، خانقاہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی میں فعال کردار رہا۔ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں تعطل آگیا تھا، 1398ھ میں اس کا نام جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ رکھ کر فعال کیا، یہاں اسی سال دورہ حدیث شریف کا آغاز کیا۔

انہوں نے ملک بھر میں کئی مدارس اور مساجد کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا الجمیعۃ الاشرفیہ کو مضبوط کیا، مختلف شہروں میں اس کی شاخوں کا آغاز کیا اور جہاں پہلے سے قائم تھیں انہیں فعال کیا۔ مختار المساجد کچھوچھہ اور مولانا احمد اشرف ہال بھی تعمیر کروایا۔ یہ کثیر السفر تھے، بعض مرتبہ ایک ایک ماہ سفر کرتے، اس میں کئی دن میں دو دو مقامات میں تشریف لے جاتے۔ انہوں نے بیرون ہند، پاکستان، بنگلادیش، برطانیہ اور سری لنکا کے دورے فرمائے اور بین الاقوامی سطح پر رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کا وصال 9 رجب 1417ھ مطابق 21 نومبر 1996ء بروز جمعرات ہوا۔

آپ کے پانچ صاحبزادے؛

☆ شیخ اعظم سید اظہار اشرف

☆ پیر سید احمد اشرف

☆ پیر سید علی اشرف

☆ پیر سید انوار اشرف

☆ سید حسن اشرف

اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ (1)

(1) ماہنامہ غوث الاعظم، سرکار کلاں نمبر، اگست 2006ء، ص 9 تا 12، 189، 257

www.dawateislami.net

بڑے بیٹے شیخ اعظم سید اظہار اشرف کچھوچھوی سرکار کلاں پیر سید محمد مختار اشرف کے جانشین قرار پائے، ان کی پیدائش 6 محرم 1355ھ مطابق 2 مارچ 1936ء کو ہوئی۔ ان کی والدہ سیدہ سنجیدہ خاتون بنت مولانا سید مصطفیٰ اشرف تھیں، انہوں نے اساتذہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے درسی کتب پڑھ کر جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ میں داخلہ لیا، وہاں بقیہ کتب حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی اور مولانا عبد الرؤف وغیرہ سے پڑھ کر دورہ حدیث مکمل کیا۔

کچھ عرصہ معین المدرسین کے طور پر جامعہ اشرفیہ میں تدریس کی پھر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ساڑھے تین سال تدریس کرتے رہے، بیعت وخلافت والدِ گرامی سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف سے تھی اور ولی عہد و جانشین نامزد ہوئے۔ والد صاحب کی سرپرستی میں جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ کے قیام، مولانا احمد اشرف ہال کی تعمیر، مختار اشرف لائبریری کا اہتمام اہم کارہائے نمایاں ہیں۔

والد صاحب کے وصال کے بعد 1417ھ کو مسند سجادہ پر بیٹھے، دیگر اہم کاموں میں اشرف حسین میوزیم (مقام تبرکات وملبوسات مشائخ) مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی درگاہ کچھوچھہ شریف، نور العین پارک، اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر، از سر نو تعمیر آستانہ عالیہ اشرفی میاں و آستانہ سرکار کلاں، خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی توسیع، ملک وبیرون ملک تبلیغی دورے، اپنے شعری مجموعے اظہار عقیدت دو جلد، اظہار سخن اور اظہار المنظوم کی اشاعت شامل ہے۔

آپ کا وصال 30 ربیع الاول 1423ھ مطابق 22 مارچ 2021ء کو ہوا۔ آپ کے تین فرزند ہیں:

www.dawateislami.net

☆بڑے بیٹے قائد ملت پیر سید محمود اشرف کچھوچھوی (سجادہ نشین) کی پیدائش 7 جولائی 1961ء کو ہوئی، تعلیم جامع اشرف کچھوچھہ سے حاصل کی۔

☆دوسرے صاحبزادے پیر سید محمد اشرف کچھوچھوی جامع اشرف اور علی گڑھ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں۔

☆تیسرے صاحبزادے سید حماد اشرف علی گڑھ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ اور سمنان پریس کے ڈائریکٹر ہیں۔[1]

عالم ربانی کے داماد

عالم ربانی سید احمد اشرف کے تین داماد تھے:

(1) پیر سید محی الدین اشرف جیلانی المعروف اچھے میاں

آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش والد گرامی مولانا شاہ جعفر اشرف کی وفات (9 شوال 1308ء) کے چند ماہ بعد ہوئی۔ داداجان اشرف العلماء مولانا شاہ اشرف حسین نے پرورش کی۔ آپ ابتدائی فارسی و عربی تعلیم کچھوچھہ سے حاصل کر کے علمائے فرنگی محل کی خدمات میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پھوپھی زاد بھائی محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی بھی کلاس فیلو تھے، دونوں 21 شعبان 1334ھ مطابق 23 جون 1916ء کو درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بیعت کا شرف دادا حضور اشرف الاولیاء سے حاصل کیا۔ انہیں اشرف الاولیاء اور مخدوم الاولیاء دونوں بھائیوں سے خلافت حاصل تھی۔ چچا جان عالم ربانی، سلطان الواعظین

---

(1) معارف شیخ اعظم، 1/124 تا 130

www.dawateislami.net

علامہ شاہ احمد اشرف نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ آپ کی شادی عالم ربانی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں:

☆بڑے صاحبزادے مولانا سید شاہ معین الدین اشرف ہیں جو جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے۔

☆چھوٹے صاحبزادے مولانا حکیم قطب الدین اشرف ہیں۔ (1)

(2) محدثِ اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی جیلانی

محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی عالم ربانی سید احمد اشرف رحمۃُ اللہِ علیہ کے داماد عالمِ کامل، مفسر قرآن، محدث العصر، واعظِ دلنشین، صاحبِ دِیوان شاعر اور اکابرینِ اہل سنّت سے تھے۔ آپ کے والدِ گرامی رئیس الحکماء مولانا سید نذر اشرف بن سید فضل حسین جیلانی اور والدہ سیدہ محمدی خاتون بنت مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی تھیں۔

ان کی ولادت 15 ذیقعدہ 1311ھ مطابق 1895ء جائس، ضلع رائے بریلی، یوپی ہند میں ہوئی۔ والدہ ماجدہ سے قرآنِ پاک مکمل کیا، والد ماجد سے فارسی و عربی کی ابتدائی کتابوں سے کافیہ وغیرہ تک پڑھا، مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ میں علامہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی سے آٹھ سال میں درسیات کی تکمیل فرمائی۔ پھر علوم وفنون میں مہارت کے لیے استاذ الکل علامہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے سند فضیلت اور علامہ کا خطاب حاصل کیا۔

اس کے بعد شیخ المحدثین حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃُ اللہِ علیہ سے دورہ

---

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص 41

www.dawateislami.net

حدیث شریف کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت امام احمد رضاخان رحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں رہ کر دو سال فتاویٰ نویسی سیکھی، ماموں عالم ربانی سید احمد اشرف سے تلمذ اور بیعت وخلافت کا شرف پایا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے بھی خلافت عطا فرمائی۔

انہوں نے مدرسہ قادریہ بدایون میں مطیع الرسول علامہ عبد المقتدر بدایونی (1) سے بھی استفادہ کیا۔ مدرسۃ الحدیث، دہلی میں دس سال درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے سات سے زیادہ مناظرے اور پانچ حج ادا کئے۔ ان کی 34 کتب ورسائل میں معارف القرآن ترجمہ قرآن مجید، تفسیر قرآن بنام تفہیم القرآن، تقوی القلوب، فتاویٰ اشرفیہ، سیرۃ الخلفاء، میلاد اشرفی، حیات غوث اعظم اور حیات غوث العالم اور شعری مجموعہ فرش پر عرش تک ہیں۔

1333ھ /1917ء کو سیدہ فاطمہ بنت عالم ربانی سید احمد اشرف سے نکاح ہوا۔ 1340ھ /1921ء جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے، ایک طویل عرصہ تک درسِ حدیث دیتے رہے اور ساتھ ہی فتوے بھی لکھتے رہے۔ 1923ء تا 1926 ماہنامہ اشرفی نکالتے رہے۔ یہ عظیم مدرس اور محدث ہونے کے ساتھ فعال قومی رہنما بھی تھے، آل انڈیا سنی کانفرنس، جماعت رضائے مصطفی، آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء ممبئ اور تعلیمی، فلاحی اور دینی تحریک الجمیعۃ الاشرفیہ، کچھوچھہ مقدسہ میں فعال کردار ادا

(1) مطیع الرسول علامہ عبد المقتدر بدایونی کی پیدائش تاج الفحول علامہ عبد القادر محب الرسول قادری کے گھر 11 جمادی الاخریٰ 1283ھ کو بدایون، یوپی، ہند میں ہوئی۔ علمائے بدایون سے درسی کتب پڑھیں، والد صاحب سے بیعت وخلافت پائی۔ مدرسہ قادریہ بدایون میں تدریس کا آغاز فرمایا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد آستانہ قادریہ بدایون کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ 25 محرم 1334ھ کو وصال فرمایا۔ آستانے میں تدفین ہوئی۔ (اکابر بدایون، ص45 تا46)

کیا۔ تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے 16 رجب المرجب 1381ھ مطابق 25 دسمبر 1961ء کو وصال فرمایا۔

ان کی دو صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے تھے:

☆ بڑے صاحبزادے سید محامد اشرفی جیلانی مجذوب تھے اور مفقود الخبر ہو گئے۔ آپ ہی کی نسبت سے حضرت محدث اعظم ہند قدس سرہ ابو المحامد لکھا کرتے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں: ☆ صاحبزادہ مولانا سید محمد حسن عسکری جیلانی فارغ التحصیل عالم دین اور جامع اہل سنت جبل پور کے مدرس و مہتمم ہیں۔

☆ دوسرے صاحبزادے سید حسن مثنیٰ اشرفی دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ، شاعر اور علی گڑھی یونیورسٹی سے ایم اے اردو ہیں۔ یہ انگلش میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، معارف القرآن انگلش ترجمہ انہوں نے کیا ہے۔

☆ تیسرے صاحبزادے شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی المعروف مدنی میاں عالم دین، فاضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور، 40 سے زاید کتب ورسائل کے مصنف، مفسر قرآن (صاحب تفسیر اشرفی، جلدیں: 10) اور محدث اعظم ہند کے جانشین ہیں۔

☆ چوتھے صاحبزادے غازی ملت مولانا سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی المعروف ہاشمی میاں معروف عالم دین، کئی زبانوں کے ماہر، بین الاقوامی مبلغ اسلام ہیں۔ ان کے بڑے صاحبزادے سید محمد نورانی اشرفی عالم، مہمان نواز اور علم دوست تھے۔[1]

(3) حضور مخدوم ثانی پیر سید طفیل احمد اشرف جیلانی

آپ عالم دین، شیخ طریقت اور روحانی شخصیت تھے، آپ کا وصال 5 ربیع الاول

---

1 حضرت محدث اعظم ہند کی نعتیہ شاعری، حیات وخدمات، ص227 تا236، 261

www.dawateislami.net

1395ھ میں ہوا۔ مزار کچھوچھہ شریف میں ہے۔ ان کے بیٹے اور جانشین شیخ الہند سلطان الخطباء، جامع معقول و منقول پیر سید کمیل اشرف جیلانی ہیں، یہ 1957ء کو جامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فارغ التحصیل ہوئے، ساری زندگی وعظ و نصیحت اور رشد وہدایت میں گزاری۔ دارالعلوم محبوب یزدانی بسکھاری اور عظیم الشان خانقاہ مخدوم ثانی کو قائم فرمایا۔

آپ کی دینی تبلیغی خدمات کے اعتراف میں صاحبزادہ حضور حافظِ ملت علامہ عبد الحفیظ مصباحی صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ نے عرسِ حافظِ ملت کے موقع پر انہیں حافظ ملت ایوارڈ پیش کیا۔ بوقت بغداد حاضری نقیب الاشراف شیخ یوسف گیلانی بغدادی نے انہیں شیخ الہند کا لقب دیا۔

آپ کا وصال 19 ربیع الاول شریف 1442ھ مطابق 5/نومبر 2020ء کو ممبئی میں 90 سال کی عمر میں ہوا اور والد گرامی کے پہلو میں کچھوچھہ مقدسہ میں تدفین کی گئی۔[1]

میرے پیر و مرشد امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری نے ان کے صاحبزادگان پیر سید محمد اشرف جیلانی اور پیر سید احمد اشرف جیلانی سے تعزیت فرمائی۔

عالم ربانی کے خلفا

عالم ربانی سید احمد اشرف کے چار خلفائے کرام محدث اعظم علامہ سید محمد اشرفی، اچھے میاں سید محی الدین اشرف جیلانی برادرِ صغیر تاج الاصفیاء سید مصطفیٰ اشرف اور حکیم سید حامد اشرف جیلانی (چک، سہرسہ، بہار) ہیں۔

---

[1] حیات محدث الوری، ص540، 541

https://www.youtube.com/watch?v=0hKIiMtofps

www.dawateislami.net

اول الذکر دو شخصیات کا تعارف گزر چکا ہے، بقیہ کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

(1) حکیم سید حامد اشرف جیلانی چک، سہرسہ، بہار کے رہنے والے تھے۔ مزید معلومات نہ مل سکیں۔

(2) تاج الاصفیاء حضرت مولانا سید مصطفیٰ اشرف کچھوچھوی کی پیدائش ذیقعدہ 1311ھ کو ہوئی اور 17 ربیع الاول 1376ء کو وصال فرمایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بڑے بھائی عالم ربانی، سلطان الواعظین حضرت سید احمد اشرف سے حاصل کی، پھر علمائے فرنگی محلی سے علوم وفنون کی تحصیل کرکے فارغ التحصیل ہوئے، بیعت کا شرف عالم ربانی سے حاصل کرکے خلافت سے نوازے گئے۔

والد گرامی مخدوم الاولیاء نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ زندگی بھر دین متین کی خدمت میں مصروف رہے۔ تاج الاصفیاء کے دو بیٹے ہیں: ☆بڑے بیٹے اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید ابو الفتح مجتبیٰ اشرف کی پیدائش 1342ھ اور وفات 21 ذیقعدہ 1418ھ کو ہوئی۔ آپ عالم باعمل، مبلغ اسلام اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، مخدوم زادہ مولانا سید جلال الدین اشرف آپ کی یادگار ہیں۔[1]

☆تاج الاصفیاء کے دوسرے صاحبزادے اشرف العلماء علامہ سید حامد اشرف ہیں، آپ کی پیدائش 1349ھ اور وفات 18 صفر 1425ھ ہے۔ آپ جید عالم، بہترین واعظ اور شیخ طریقت تھے، جامعہ اشرفیہ سے فارغ التحصیل ہوکر طویل عرصہ تدریس کرتے رہے۔ اس کے بعد دار العلوم محمدیہ ممبئی قائم فرمایا، اپنے آپ کو اس کی ترقی کے

❶ حیات مخدوم الاولیاء، ص392، 393

www.dawateislami.net

لیے وقف کر دیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ علٰی مُحمَّد

مجلس مزاراتِ اولیا

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں نیکی کی دعوت عام کرنے، سنتوں کی خوشبو پھیلانے، عِلْمِ دین کی شمعیں جلانے اور لوگوں کے دلوں میں اولیاءُ اللہ کی محبت وعقیدت بڑھانے میں مصروف ہے۔ اَلحمدُ للہ (تادمِ تحریر) دنیا کے کم و بیش 200 ممالک میں اس کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ اس دینی کام کو منظم کرنے کے لئے تقریباً 80 سے زیادہ مجالس قائم ہیں، انہی میں سے ایک "مجلسِ مزاراتِ اولیا" بھی ہے جو دیگر دینی کاموں کے ساتھ ساتھ درج ذیل خدمات انجام دے رہی ہے۔

1. یہ مجلس اولیائے کرام کے راستے پر چلتے ہوئے مزاراتِ مبارکہ پر حاضر ہونے والے اسلامی بھائیوں میں دینی کاموں کی دُھومیں مچانے کیلئے کوشاں ہے۔
2. یہ مجلس حتَّی المقدُور صاحبِ مزار کے عُرس کے موقع پر اِجتماعِ ذکر و نعت کرتی ہے۔
3. مزارات سے مُلحِقہ مساجِد میں عاشِقانِ رسول کے قافلے سفر کرواتی اور بالخصوص عُرس کے دنوں میں مزار شریف کے اِحاطے میں سنّتوں بھرے تربیتی حلقے لگاتی ہے جن میں وُضو، غسل، تیمم، نماز اور ایصالِ ثواب کا طریقہ، مزارات پر حاضری کے آداب اور اس کا درست طریقہ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیاری پیاری سنّتیں سکھائی جاتی ہیں۔
4. عاشِقانِ رسول کو حسبِ موقع اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ باجماعت نماز کی ادائیگی،

www.dawateislami.net

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت، درسِ فیضانِ سنت دینے یا سننے، صاحبِ مزار کے اِیصالِ ثواب کیلئے ہاتھوں ہاتھ قافلوں میں سفر اور روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے نیک اعمال کا رسالہ پُر کر کے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے ذمہ دار کو جمع کروانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

5. "مجلسِ مزاراتِ اولیا" ایامِ عُرس میں صاحبِ مزار کی خدمت میں ڈھیروں ڈھیر ایصالِ ثواب کا تحفہ بھی پیش کرتی ہے اور صاحبِ مزار بُزرگ کے سَجادہ نشین، خُلَفا اور مَزارات کے مُتَوَلّی صاحبان سے وقتاً فوقتاً ملاقات کر کے اِنہیں دعوتِ اسلامی کی خدمات، جامعاتُ المدینہ و مدارِسُ المدینہ اور بیرونِ ملک میں ہونے والے دینی کاموں سے آگاہ رکھتی ہے۔

6. مَزارات پر حاضری دینے والے اسلامی بھائیوں کو شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عطا کردہ نیکی کی دعوت بھی پیش کی جاتی ہے۔

اللہ پاک ہمیں تاحیات اولیائے کرام کا ادب کرتے ہوئے ان کے دَر سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان مبارک ہستیوں کے صدقے دعوتِ اسلامی کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ علٰی مُحمَّد

www.dawateislami.net

ماخذ و مراجع

مطبوعہ	نام کتاب	نمبر شمار
مکتبۃ المدینہ، کراچی	کنز الایمان	01
مکتبۃ المدینہ، کراچی	صراط الجنان	02
دار الکتاب العربی، بیروت	صحیح مسلم	03
دار الفکر بیروت	سنن ابن ماجہ	04
دار الفکر، بیروت 1414ھ	سنن الترمذی	05
دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ	سنن دارمی	06
دار الفکر، بیروت 1418ھ	فردوس الاخبار	07
رضا فاؤنڈیشن لاہور	فتاویٰ رضویہ	08
مکتبۃ المدینہ کراچی	ملفوظات اعلیٰ حضرت	09
امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ	تجلیات خلفاء اعلی حضرت	10
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی	تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت	11
سرکار کلاں فاؤنڈیشن پاکستان	حیات مخدوم الاولیا	12
سنی دار الاشاعت فیصل آباد	تذکرہ علمائے اہل سنت	13
زاویہ پبلشرز لاہور	فتاویٰ حامدیہ	14
ادارہ فیضان اشرف بمبئ	صحائف اشرفی	15
رضا آفسیٹ بمبئ	سیرت اشرفی	16
تاج آفسیٹ پریس پٹنہ	فیضان حضور اشرفی	17
نوید پرنٹنگ پریس کراچی	تذکرہ محدث سورتی	18

19	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس	مکتبہ رضویہ گجرات
20	جہانِ مفتی اعظم	رضا اکیڈمی ممبئی
21	الاستمداد علی اجیال الارتداد	رضا اکیڈمی ممبئی
22	معارف شیخ اعظم	جمیعۃ الاشرف کچھوچھہ ہند
23	تفسیر میزان الادیان	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
24	تذکرہ اکابرِ اہل سنّت	فرید بک اسٹال لاہور
25	مجموعہ رسائل اللکنوی	انتشارات شیخ الاسلام ایران
26	انوار علمائے اہلسنت سندھ	زاویہ پبلشرز لاہور
27	حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی	مکتبہ سمنانی کراچی
28	حیات صدر الافاضل	فرید بک اسٹال لاہور
29	حیات محدث اَلوَرِی	ویب ایڈیشن دعوتِ اسلامی

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	01	آباواَجداد	05
شرابی کی توبہ	01	والدِ گرامی کا تعارف	06
عالم ربانی سید احمد اشرف جیلانی	02	والدہ محترمہ کا تعارف	08
نام اور القابات	03	تعلیم و تربیت	08
ولادت سے پہلے ولایت کی بشارت	03	بچوں کی تربیت کی ذمہ داری	14
پیدائش	05	بارگاہِ مصطفٰے سے دستار بندی	15

بیعت و خلافت	17	(3)عالم ربانی نے جو کہا وہ ہو گیا	46
اعلیٰ حضرت اور عالم ربانی	21	(4)ہاتھی مطیع ہو گیا	47
نکاح و اولاد	25	(5)دل میں چھپے سوالات کے جوابات	47
عالم ربانی اور آل انڈیا سنی کانفرنس	26	تصانیف و تصدیق	48
درس و تدریس اور دیگر مصروفیات	29	وصال و تدفین	49
وعظ و نصیحت اور مؤثر خطابت	31	باقیات و صالحات	52
جلسہ محبوبانہ میں طالبعلم کا مؤثر وعظ	32	سید محمد مختار اشرف	52
تفسیر کوثر پر علمی خطاب	32	عالم ربانی کے داماد	55
دلوں کو جھنجھوڑنے والا بیان	33	(1) پیر سید محی الدین اشرف جیلانی	55
گمراہ شخص کا چہرہ بے نقاب	37	(2)محدثِ اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی جیلانی	56
عالم ربانی کی زندگی کے اہم واقعات	40	(3)مخدوم ثانی پیر سید طفیل احمد اشرف جیلانی	58
(1)فراست و دور اندیشی	40	عالم ربانی کے خلفا	59
بد عقیدہ سے تعلیم کا حکم	42	مجلس مزاراتِ اولیا	61
(2)دنیا سے بے رغبتی	42	ماخذ و مراجع	63

www.dawateislami.net

عالمِ ربّانی کا مختصر تعارف

خلیفہ و تلمیذِ اعلیٰ حضرت، علامہ سید ابو المحمود احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی کی ولادت 4 شوال 1286ھ مطابق 7 جنوری 1870ء کو آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔ آپ کے والدِ گرامی شیخ المشائخ، شبیہِ غوث الاعظم پیر سید علی حسین اشرفی تھے اور آپ کے تایا و سسر اشرف الاولیاء پیر سید اشرف حسین اشرفی تھے۔ آپ متبحر عالمِ دین، علم دوست اور صاحبِ فراست تھے، تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ والدِ گرامی کے قائم کردہ مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں تدریس اور انتظامات میں مصروف ہوگئے۔ آپ کا خواب تھا کہ اسے جامعہ ازہر، قاہرہ کی طرح عظیم ادارہ بنایا جائے۔ آپ کا وصال 15 ربیع الآخر 1347ھ کو ہوا۔